http://www.Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۸ | ۱۸ تا ۲۴ / رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۹ / اکتوبر تا ۴ / نومبر ۱۹۹۹ء | شمارہ نمبر ۲۳

قادیانی استدلال پر ایک نظر

ہماری قبریں ہمارا انتظار کرتی ہیں

عالم اسلام میں تبلیغی جماعت کا کردار

یہودیوں اور عیسائیوں سے قادیانیت کا تعلق

احتساب کے نعرے کی نہیں عمل کی ضرورت ہے

اسلام میں عورت کا مقام

قیمت: ۵ روپے

نماز جنازہ

حضور اکرم ﷺ کی نماز جنازہ اور تدفین کس طرح ہوئی؟

س:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ اور آپ کی تدفین اور غسل میں کن کن حضرات نے حصہ لیا اور آپ کے بعد خلافت کے منصب پر کس کو فائز کیا گیا اور کیا اس میں بالاتفاق فیصلہ کیا گیا؟

ج:...... ۳۰/صفر (آخری بدھ) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوصال کی ابتدا ہوئی۔ ۸/ربیع الاول کو بروز پنجشنبہ منبر پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں بہت سے امور کے بارے میں تاکید و نصیحت فرمائی۔ ۹/ربیع الاول شب جمعہ کو مرض نے شدت اختیار کی اور تین بار غشی کی نوبت آئی اس لئے مسجد تشریف نہیں لے جاسکے۔ اور تین بار فرمایا کہ ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ یہ نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور باقی تین روز بھی وہی امام رہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں پڑھائیں جن کا سلسلہ شب جمعہ کی نماز عشاء سے شروع ہو کر ۱۲/ربیع الاول دوشنبہ کی نماز فجر پر ختم ہوتا ہے۔

علالت کے ایام میں ایک دن، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں (جو بعد میں آپ کی آخری آرامگاہ بنی) اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو وصیت فرمائی:

"انتقال کے بعد مجھے غسل دو اور کفن پہناؤ اور میری چارپائی میری قبر کے کنارے (جو اسی مکان میں ہوگی) رکھ کر تھوڑی دیر کے لئے نکل جاؤ، میرا جنازہ سب سے پہلے جبرائیل پڑھیں گے، پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر عزرائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کے ہمراہ فرشتوں کے عظیم لشکر ہوں گے پھر میرے اہل بیت کے مرد، پھر عورتیں بغیر امام کے (تنہا تنہا) پڑھیں، پھر تم لوگ گروہ در گروہ آکر (تنہا تنہا) نماز پڑھو۔"

چنانچہ اسی کے مطابق عمل ہوا اور ملائکہ نے آپ کی نماز پڑھی، پھر اہل بیت کے مردوں نے، پھر عورتوں نے، پھر مہاجرین نے، پھر انصار نے، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے، سب نے اکیلے اکیلے نماز پڑھی، کوئی شخص امام نہیں تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے فضل، اور قثم ان کی مدد کر رہے تھے، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو موالی حضرت اسامہ بن زید اور حضرت شقران رضی اللہ عنہما بھی غسل میں شریک تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سحولی (موضع سحول کے بنے ہوئے) سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے روز (۱۲ ربیع الاول) کو سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی۔ اول اول مسئلہ خلافت پر مختلف آراء پیش ہوئیں لیکن معمولی بحث و تمحیص کے بعد بالآخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتخاب پر اتفاق ہوگیا اور تمام اہل حل و عقد نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

جوتے پہن کر نماز جنازہ ادا کرنی چاہئے یا اتار کر؟

س:...... نماز جنازہ میں کھڑے ہوتے وقت اپنے پاؤں کے جوتے اتار لیں یا نہیں؟ دیکھا گیا ہے کہ جوتے اتار کر پیر جوتوں کے اوپر رکھ لیتے ہیں۔ یہ عمل کیسا ہے؟ براہ کرم بتایئے کہ ننگے پیر صحیح ہے یا جوتے سمیت یا جوتوں کے اوپر؟

ج:...... جوتے اگر پاک ہوں تو ان کو پہن کر جنازہ پڑھنا صحیح ہے اور اگر پاک نہ ہوں تو نہ ان کے پہن کر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ ان پر پاؤں رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے اور اگر اوپر سے پاک ہوں، مگر نیچے سے پاک نہ ہوں تو ان پر پاؤں رکھ لیں۔ زمین خشک یعنی پاک ہو تو ننگے پیر کھڑے ہونا صحیح ہے۔

عجلت میں نماز جنازہ تیمم سے پڑھنا جائز ہے:

س:...... اگر نماز جنازہ بالکل تیار ہو اور انسان پاک ہو تو بغیر وضو کیا نماز جنازہ ہو جائے گی، اگر وضو کرنے بیٹھے تو نماز جنازہ ہو چکی ہوگی اس صورت میں کیا نماز جنازہ ہو جائے گی؟ اگر نہیں ہوگی تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟

ج:...... اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر وضو کرنے لگا تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گی ایسی صورت میں تیمم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہو جائے لیکن یہ تیمم صرف نماز جنازہ کے لئے ہوگا، دوسری نمازیں اس تیمم سے پڑھنا جائز نہیں، بلکہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

جلد ۱۸ | ۱۸ تا ۲۴/ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۹/ اکتوبر تا ۴/ نومبر ۹۹ | شمارہ ۲۳

سرپرست:
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ:
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مدیر:
مولانا اللہ وسایا

بیاد
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مولانا محمد علی جالندھری
مولانا لال حسین اختر
مولانا سید محمد یوسف بنوری
مولانا محمد حیات
مولانا مفتی احمد الرحمن
مولانا محمد شریف جالندھری

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت حبیب ایڈووکیٹ

ٹائٹل و تزئین
ارشد خرم

کمپیوٹر کمپوزنگ
فیصل عرفان

اس شمارے میں

احتساب کے نعروں کی نہیں، عمل کی ضرورت ہے!...... (اداریہ) 4
یہودیوں اور عیسائیوں سے قادیانیت کا تعلق...... (الشیخ محمد الغزالی) 6
قادیانی استدلال پر ایک نظر...... (جناب اختر راہی) 9
چند سوالوں کے تحریری جوابات...... (مولانا مشتاق الرحمن) 12
اسلام میں عورت کا مقام...... (حضرت مولانا محمد علی جالندھری) 14
عالم اسلام میں تبلیغی جماعت کا کردار...... (حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی) 19
ہماری قبریں ہمارا انتظار کرتی ہیں...... (جناب محمد طاہر رزاق) 21
پاکستان اور پاکستانی ثقافت...... (جناب محمد ذوالفقار) 22
اخبار ختم نبوت...... 24
تبصرہ کتب...... 26

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، ۹۰ ڈالر یورپ، افریقہ، ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک، ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۵ روپے سالانہ ۲۵۰ روپے ششماہی ۱۲۵ روپے سہ ماہی ۷۵ روپے

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۹/۷۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

لندن آفس
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9. 9HZ. U.K.
PHONE: 0171-737-8199.

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احتساب کے نعرہ کی نہیں‘ عمل کی ضرورت ہے!

۱۹۹۷ء کے عام انتخابات میں جناب میاں نواز شریف بھاری اکثریت سے کامیاب ہو کر دوسری بار ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے‘ خیال تھا کہ اس بار میاں صاحب ملک و قوم کے مفاد میں نہایت سنجیدگی سے انقلابی اقدامات کریں گے اور سابقہ حکمرانوں کی غلط روش سے عبرت حاصل کریں گے اور ملک کی خراب اقتصادی و معاشی حالت کو سنبھالا دیں گے۔ چنانچہ شروع شروع میں ان کی تقریروں اور دعوؤں سے اس تاثر کو مزید تقویت اس وقت ملی جب انہوں نے کھلے عام یہ نعرہ بلند کیا کہ: ”ہم دو وقت کے بجائے ایک وقت کا کھانا کھائیں گے مگر کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے اور غیر ملکی امداد کے کشکول کو توڑ پھینکیں گے۔“ اس طرح انہوں نے بڑے زور و شور سے صور پھونکا کہ ”قرض اتارو اور ملک سنوارو“ مگر شومئ قسمت کہ ان کے دعوے صرف زبانی کلامی نعروں سے آگے نہ بڑھ سکے‘ ان نعروں سے صرف عوام کو بے وقوف ہی بنایا گیا‘ حقیقت سے اس کا دور تک کا بھی کوئی واسطہ نہیں تھا۔ بھولی بھالی عوام نے کروڑوں کے حساب میں ملکی خزانہ میں رقم جمع کرائی کہ کسی طرح ملک اس مشکل مرحلہ میں ساحل مراد تک پہنچ جائے‘ لیکن میاں صاحب اپنے وزیروں‘ مشیروں اور بہی خواہوں کے حصار میں ایسے محصور ہوئے کہ موصوف اپنے پیش روؤں کے انجام سے کچھ سبق حاصل نہ کر سکے اور ملکی معیشت کو سنبھالا دینے کی بجائے اس کو ابتری کی دلدل میں مزید آگے لے گئے اور غیر ملکی آقاؤں کی زبان بولنے لگ گئے۔ اسلام کے نام پر کرسئ اقتدار پر پہنچے حکمران کے دور اقتدار میں اسلام کا مذاق اڑایا گیا‘ دین اور اہل دین کی تضحیک کی گئی‘ اسلامی اقدار کو پس پشت ڈالا گیا‘ اسلامی معیشت کے زرین اصولوں کے بجائے سودی نظام کو رواج دیا گیا‘ علماء دشمنی کے سارے ریکارڈ توڑ دیے گئے‘ اسلامی اقدار کے محافظ اور قرآن و سنت کی تعلیم کے مراکز دینی مدارس کو ختم کرنے کی سازشیں کی گئیں‘ مسلمانوں کو فرقہ واریت کے نام سے لڑوایا گیا‘ زور شور سے انا و لا غیری کا صور پھونکا گیا‘ غرور و نخوت کے تمام ریکارڈ توڑ دیے گئے‘ افواج پاکستان میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی گئی‘ علاقائی تعصب کو ہوا دی گئی‘ علما کا قتل عام کیا گیا‘ دنیا میں قائم واحد اسلامی حکومت افغانستان جس میں صحیح معنیٰ میں قرآن و سنت کی حکمرانی ہے کے خلاف ریڈیو اور ٹی وی پر نہایت مذموم پروپیگنڈہ کیا گیا اور اسے دہشت گرد قرار دیا گیا‘ ملکی امن و سلامتی کو داؤ پر لگایا گیا‘ حتیٰ کہ کسی کی جان و مال محفوظ نہیں تھی۔ اسلام دشمن عناصر کو شریک اقتدار کر کے مسلمانوں کے جذبات پر نمک پاشی

کی گئی' اور احتساب کی چھتری کے نیچے نام نہاد ارباب احتساب کے ذریعہ ملکی خزانہ کو بے دردی سے لوٹا گیا' چنانچہ اخباری اطلاعات کے مطابق "احتساب" کے نگران موصوف نے ملکی خزانہ کے ۲۲ ارب روپے ہضم کر لئے' اور خود میاں صاحب اور ان کے متعلقین ملکی خزانہ پر بوجھ بن گئے تو اللہ کی لاٹھی حرکت میں آئی اور میاں صاحب اپنے بھرپور مینڈیٹ سمیت مکافات عمل کی بھینٹ چڑھ گئے اور ان کے اقتدار کا سورج ۱۲/اکتوبر کی شام کو غروب ہو گیا اور فوج نے اقتدار سنبھال لیا' ملک کے نئے سربراہ اور چیف آف آرمی اسٹاف جناب پرویز مشرف صاحب نے جن حالات میں ملکی اقتدار سنبھالا ہے پوری قوم نے اجماعی سکوت کے طور پر ان کا ساتھ دیا ہے اور پوری قوم ان سے ملک و قوم کی خدمت کے سلسلہ میں نیک توقعات رکھتی ہے' انہیں سابقہ حکمرانوں کی روش سے سبق لینا چاہئے' اور خلوص و اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ اس کی نظریاتی سرحدوں کی بھی بھرپور محافظت کرنی چاہئے۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اسلام دشمن عناصر سابق حکمرانوں کی طرح ان کو چکمہ دے کر شریک اقتدار نہ ہو جائیں۔ نیز اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ عارضی طور پر آئین کی معطلی کو بہانہ بنا کر سارقین نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت اپنی سازشوں اور سرگرمیوں کو پروان نہ چڑھائیں' اس قسم کے لوگوں کی بطور خاص نگرانی کرنی چاہئے۔

موجودہ انتظامیہ نے ایک بار پھر "احتساب" کا نعرہ مستانہ بلند کیا ہے' خدا کرے وہ اس کو عملی جامہ پہنا کر عوام کی لوٹی ہوئی رقم حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں ورنہ گزشتہ کئی سال سے یہ نعرہ سن سن کر عوام کے کان پک گئے ہیں اور اب یہ لفظ اپنی افادیت کھو چکا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ موجودہ حکومت اس نعرہ اور لفظ کی عظمت رفتہ بحال کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر اس بار موجودہ حکومت نے کوئی موثر قدم نہ اٹھایا تو پاکستانی عوام کا ان سے بھی اعتماد اٹھ جائے گا۔ افواج پاکستان واحد ادارہ ہے جس پر قوم کو ابھی تک اعتماد ہے۔ جناب آرمی چیف صاحب کو چاہئے کہ وہ عوام کے اعتماد پر پورے اتریں اور نادہندگان سے ہر حال میں قرضے وصول کر کے ملکی خزانہ میں جمع کرائیں۔ مختصر یہ کہ 'احتساب' کو صرف نعرہ کی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ حقائق پر مبنی شفاف احتساب کر کے قوم کو ان ملک دشمن عناصر سے نجات دلائی جائے جو ملکی خزانہ کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر رہے ہیں۔ جناب آرمی چیف صاحب کو اس کا بھی جائزہ لینا چاہئے کہ وہ کون سی وجوہات تھیں جن کی بدولت میاں نواز شریف اقتدار سے محروم ہو گئے اور ملکی معیشت روبہ زوال ہوئی۔ اگر حقائق کو دیکھا جائے تو اس کے پس پشت جہاں دیگر عوامل تھے وہاں سب سے بڑا سبب اسلام کے نفاذ سے پہلو تہی اور سودی نظام معیشت کی ترویج ہے۔ اس لئے جناب آرمی چیف صاحب کو فوراً سودی نظام کے خاتمہ کا اعلان کر دینا چاہئے اور ملک میں اسلامی آئین کا نفاذ کر دینا چاہئے' اسی طرح دینی مدارس کے تحفظ اور پڑوسی ملک افغانستان کے ساتھ خیر سگالی تعلقات کو فروغ دینا چاہئے۔

ہماری خواہش ہے کہ جناب آرمی چیف صاحب اس ملک کو تباہی سے بچانے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات سے راہنمائی حاصل کریں اور ثقہ علماً اور دینی درد رکھنے والے صحیح العقیدہ مسلمانوں سے مدد حاصل کریں' اور لادین قوتوں کے پروپیگنڈہ سے ذرہ بھر متاثر نہ ہوں اور دنیا بھر کے پسماندہ اور ستم رسیدہ مسلمانوں کی اخلاقی مدد کرتے رہیں تو انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں گے۔

یہودیوں اور عیسائیوں سے قادیانیت کا تعلق

متعدد اہم علمی کتابوں کے مصنف شیخ محمد الغزالی کا مقالہ ہے جو وزارت او قاف حج مکہ مکرمہ کے "آرگن التضامن الاسلامی" میں شائع ہوا ہے' یہ ایک بصیرت افروز تفصیلی مقالہ ہے اور اس کا صرف وہ حصہ یہاں درج کیا جارہا ہے جو قادیانیت سے متعلق ہے' یہاں اس بات کی وضاحت کر دینا مناسب ہے کہ ہندوستان میں اس فتنہ کی پیدائش کے پس منظر انگریزوں کی شاطرانہ چال کار فرما رہی ہے اس نے مسلمانوں کے جوش و خروش اور ان کی جدو جہد کو سرد کرنے کے لئے ایک نیا "نبی" کھڑا کیا جس نے اپنے تئیں انگریزوں کی پوری پوری وفاداری کی ان کے والد نے ۱۸۵۷ء کے کشت و خون میں حکومت برطانیہ سے بھرپور تعاون کیا امید ہے کہ قارئین اس پس منظر میں اس خطرناک فتنہ کو اس مقالہ کی روشنی میں سمجھ سکیں گے۔ (ادارہ)

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری تہذیب کی علمبردار یورپین اقوام کو مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں اور خدا یا مذہب سے ان کا تعلق محض رسمی نوعیت کا ہے' یہی وجہ ہے کہ ان کی تمام دینی تقریبات ہفتہ کی اجتماعی عبادتیں اور مختلف موقعوں سے منایا جانے والا مذہبی تہوار تفریح طبع اور لہو و لعب کا اجتماعی موقع ہوتا ہے۔

اور اتفاق سے یہی وہ لوگ ہیں جن کی جھولی میں صدیوں کی علمی کاوشوں کا ثمرہ آپڑا جس نے ان کی معاشی اور تمدنی زندگی میں زبردست انقلاب برپا کر دیا' اس انقلاب کے نتیجہ میں ان میں شرافت اور ثقافت کا بھی شعور بھی کسی حد تک بیدار ہوا لیکن پھر بھی اس مادی سوسائٹی کی بڑی اکثریت انسانیت کے معیار کو حسین ڈائیلاگ اور فیشن اعلیٰ لباس سے آگے نہ بڑھا سکی' البتہ اس کے پس پردہ اس نے قتل' اغوا' غصب' اخلاق اناری' وطن پرستی اور زر پرستی کا جو عالمی ریکارڈ قائم کیا ہے وہ یقیناً لافانی ہے۔

اس پست طرز عمل کے باوجود انہوں نے بین الاقوامی سطح پر تبلیغی مشنری کا زبردست اہتمام کیا ہے اور اس راہ میں خطیر رقم صرف کر رہے ہیں' جبکہ انہیں اس سے کوئی مطلب نہیں کہ خود یورپ میں ان کی قوم و نسل مذہب پرست بن رہی ہے یا مذہب بیزار' مگر ایشیا اور افریقہ میں مذہب کی تبلیغ کے لئے کافی فکر مند نظر آتے ہیں اور اس کے لئے کسی بھی ذرائع کے اختیار کرنے سے گریز نہیں کرتے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذہب' تبلیغ'

تحریر: الشیخ محمد الغزالی

ترجمہ: سید حسنین ندوی

فلاحی ادارے یہ سب محض فریب ہے مشکل کو آسان بنانے کے لئے انہوں نے جو طریقہ کار اپنایا اس سے ان کے وہ منصوبے بے نقاب ہو جاتے ہیں' جسے انہوں نے تبلیغی مشن' فلاحی ادارے ادب اور کلچر کے دبیز پردوں میں چھپا رکھا ہے۔

فلسطین میں "صلاحیہ کالج" کے نام سے ایک مسلم ادارہ تھا' جہاں مسلم مبلغین کو دعوت وارشاد کی تربیت دی جاتی تھی' برطانیہ نے اس علاقہ پر کنٹرول کے بعد اس کی اس حیثیت کو یکسر تبدیل کر دیا' اس موقع سے کالج کی مختصر تاریخ ایک مغربی میگزین میں چھپی جسے یہاں ہم نقل کر رہے ہیں۔

صلاح الدین ایوبی کالج :

حرم شریف سے سینکڑوں میٹر دور ایک مشہور مقام "حنہ" جس کے شمال میں یہ کالج واقع ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کالج اسلامی مدرسہ کی شکل میں پہلے سے موجود تھا' لیکن اس کی نسبت صلاح الدین ایوبی کی طرف سے اس وقت کی جانے لگی جبکہ صلاح الدین ایوبی نے فقہا شافعی کے ایما پر اسے فقہ شافعی کے مدرسہ میں تبدیل کر دیا اور پھر ایک طویل دور گزارا جس میں کبھی نہ نصاریٰ کے ہاتھ میں رہا اور کبھی مسلمانوں کے ہاتھ میں یہاں تک کہ ۱۹۱۴ء میں ترکی قائد کمال پاشا نے اسے خالص تبلیغی ادارہ میں تبدیل کر دیا تاکہ عالم اسلام کے لئے داعی و مبلغین تیار کئے جا سکیں اور اس کالج کو "صلاح الدین ایوبی کالج" کا نام دیا' اس وقت سے یہ کالج "صلاحیہ کالج" کے نام سے مشہور ہو گیا' لیکن

۸ / دسمبر ۱۹۱۷ء میں اس علاقہ میں انگریزی فوج کے داخلہ کے بعد یہ کالج اپنے اصل آقا فرانسیسیوں کی طرف لوٹا دیا گیا اور اب یہ رومی کیتھولک عیسائیوں کا خالص مذہبی مدرسہ ہے۔

یہ بیان تاریخ کو بدل دینے کے مترادف ہے' اس طرح کہ یہ مدرسہ پہلے فقہ شافعی کی تعلیم کا مرکز تھا' ترک نے اسے تبلیغی ادارہ میں تبدیل کر دیا اور پھر جب اس علاقہ کا زمام کار انگریزوں کے ساتھ میں آیا تو انہوں نے اسے عیسائی مشنری کا ادارہ بنا کر اس کے اصل مستحق فرانسیسیوں کو سونپ دیا' جنہوں نے عرب کے متفرق حصوں میں اپنے اپنے غاصبانہ قبضے کے دوران عیسائیت کا اثر و نفوذ بڑھانے میں زبردست رول ادا کیا تھا۔

نیز اس ادارہ کو فرانسیسیوں کی طرف لوٹا دیے جانے کی جو تعبیر ہے اس سے واضح طور پر سامراجی منصوبوں کا پتہ چلتا ہے اس طور پر کہ وسطی ایشیا مصر اور شمالی افریقہ یہ سب کے سب رومن امپائر کا حصہ تھے اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ انہیں پھر سے اپنے اصل کی طرف لوٹا دیا جائے۔

چنانچہ برطانیہ نے مصر میں بھی مسلمانوں کو ان کے دین و مذہب اور تاریخ سے بیگانہ بنانے کے لئے زبردست کوششیں کیں اور فلسطین میں اس نے نہ صرف ''صلاحیہ کالج'' کی حیثیت کو تبدیل کر دینے پر اکتفا کیا تاکہ فلسطین سے اسلامی داعی و مبلغین کا سلسلہ منقطع ہو جائے' بلکہ ایسے فرقوں' تنظیموں اور افرادوں کی بھی سرپرستی کی جو مذہبی تفریق و تشتت' دینی انتشار اور پراگندہ خیالی کا ذریعہ بنیں اور مملکت اسرائیل کے قیام کے لئے حالات زیادہ سے زیادہ سازگار ہو جائیں' جو ان سامراجیوں کے منصوبے کا اہم حصہ تھا۔

اس مقصد کے لئے انہوں نے اولاً ''بہائیہ'' کی حوصلہ افزائی کی اس کے سرغنہ عباس عبدالبہا کو اپنے سایہ عاطفیت میں رکھ کر انہیں مادی اور ہر سطح پر زبردست قدر و منزلت عطا کی اور ''عکا'' کو تمام عالم اسلام میں پھیلے ہوئے بہائیوں کے لئے کعبہ قرار دے کر انہیں فلسطین سے روحانی طور پر مربوط کر کے صیہونیوں کے ساتھ ان کا تعلق استوار کر دیا تاکہ ان دونوں کے تعاون سے انہیں اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا موقع مل سکے' لیکن جب یہ بھی کافی نہیں ہوا تو ایک دوسرے فرقہ قادیانی کو فلسطین لایا گیا تاکہ اسلامی شیرازہ بکھیرنے اور یہود اسٹیٹ کے قیام کی راہیں جلد سے جلد ہموار کرنے میں مدد ملے' کیونکہ اس فرقہ کا سرغنہ ''مرزا غلام احمد'' بھی شروع سے ہی ہندوستان سامراجی آقاؤں کا آلہ کار رہا تھا۔

اس مقام پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ دو سال قبل جب یوگنڈہ کا میرا سفر ہوا تو دارالحکومت کے اہم مقام پر قادیانیوں کا مرتد خانہ پایا۔

یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ انگریز سامراجوں کے اقتدار کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ یوگنڈا سے ان کے ایجنٹ قادیانیوں کا بھی خاتمہ ہو گیا' لیکن فلسطین میں باوجود اس کے کہ یہودی اسٹیٹ کا قیام عمل میں آیا قادیانی اب بھی وہاں سرگرم عمل ہیں تاکہ فلسطین سے اسلام اور مسلمانوں کے نقوش ہمیشہ کے لئے مٹا دیے جائیں' چنانچہ وہ میگزین جس میں' میں نے بدنصیب ''صلاحیہ کالج'' کی خبر نقل کی ہے' اس نے مملکت اسرائیل میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا ہے جیسے اس کی نشوونما بالکل فطری طور پر ہوئی ہو۔ چنانچہ اس نے لکھا:

''شیخ جلال الدین شمس'' پہلے شخص تھے جو جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی کی جانب سے مشرق وسطیٰ میں تشریف لائے' جس کے لئے حضرت زین العابدین استاذ تاریخ مذاہب ''صلاح الدین ایوبی کالج'' کی مساعی قابل ستائش ہیں' انہوں نے اپنی سرگرمیوں کا مرکز ابتداً دمشق' شام کو بنایا لیکن مسلم علماً کی شدید مخالفت کے باعث حیفا (فلسطین) منتقل ہو گئے' جس میں حکومت فرانس کا ایما بھی شامل تھا۔

اس طرح حیفا میں اس جماعت کی بنیاد پڑی اور اس کے داعیوں کی مسلسل کوششوں کے نتیجہ میں حیفا سے متعلق علاقہ کبابیر جو کہ جبل کرمل پر واقع ہے اس کی اکثریت نے احمدیت (قادیانیت) کو قبول کر لیا۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء میں وہاں ایک تبلیغی مرکز کا قیام عمل میں آیا اس کے دوسرے سال ایک مسجد تعمیر کی گئی جو اب تک موجود ہے۔ پھر ۱۹۴۲ء میں ''مطبع احمدیہ'' کے نام سے ایک پریس قائم کیا گیا اور ایک میگزین ''البشریٰ'' کا اجراً عمل میں آیا جو کہ مشرق وسطیٰ میں واحد قادیانی رسالہ ہے اور اب بھی اسرائیل سے شائع ہو رہا ہے۔

نیز کبابیر میں ''مدرسہ احمدیہ'' کے نام سے طلباً و طالبات کے لئے ایک مدرسہ بھی قائم کیا گیا' جس میں طلبہ و طالبات کو تعلیم

دینے کے ساتھ ساتھ تعلیم بالغان کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

کبابرہ کا یہ قادیانی مرکز ابتداً تمام مشرق وسطی میں قادیانی سرگرمیوں کا مرکز تھا' لیکن ۱۹۴۸ء میں مملکت اسرائیل کے قیام کے بعد اس کی تمام تر سرگرمیاں مملکت اسرائیل تک محدود ہو گئیں۔ البتہ ۱۹۶۷ء کی چھ روزہ جنگ کے بعد سے مغربی صفہ اور غزہ کی پٹی میں اس علاقہ کی سرگرمیاں بحال ہو گئیں جو کہ اب اسرائیل کا حصہ ہے' آج اس علاقہ میں قادیانیوں کی بڑی تعداد بستی ہے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ قادیانی جماعت کو مملکت اسرائیل میں مکمل آزادی ہے یہودی قوم و حکومت دونوں ہی کی نظر میں ان کی بڑی قدر و منزلت ہے' اس وقت قادیانی مرکز کے صدر استاذ بشیر الدین عبیداللہ ہیں جن کا انتخاب مقامی باشندوں پر مشتمل مجلس اداری کے ذریعہ عمل میں آیا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں "جمعیت خدام الاحمدیہ" کے نام سے ایک تنظیم بھی قائم ہے جو جوانوں میں کام کرتی ہے اور "لجنہ اماءاللہ" کے نام سے ایک عورتوں کی تنظیم بھی قائم ہے جو عورتوں میں کام کرتی ہے۔"

مذکورہ حقائق کی روشنی میں یہ بات مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ "بہائی اور قادیانی" یہ دونوں ہی نو مولود جماعتیں عالمی سامراج کی شاخیں ہیں جو اسلام کے لبادہ میں سامراجی آقا کی خدمت انجام دے رہی ہیں ان کا طریق کار جدا ہے لیکن مقصد ایک ہے۔

بقیہ: تبلیغی جماعت

مسلمانوں کی فکری' ثقافتی' اجتماعی' تہذیبی اور لسانی اور اس کے بعد دینی و اقتصادی نسل کشی کی کوشش کا سلسلہ جاری ہے اور اس کی علامتیں نصاب تعلیم میں تبدیلی' ہندی کی جبری تعلیم' پرسنل لاء میں مداخلت یکساں سول کوڈ کے نفاذ پر اصرار' اردو زبان کی بیخ کنی' انگریزی و ہندی اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین' فرقہ وارانہ جماعتوں کے قائدین حتی کہ بعض وزراء کے بیانات و اعلانات اور ان کی پیش کردہ تجاویز' اور ان کی تیار کی ہوئی اسکیموں کی شکل میں ظاہر ہونے لگی ہیں' تو ایسے نازک وقت میں آپس میں دست و گریبان ہونا ایک بڑی ناعاقبت اندیشی اور کوتاہ نظری ہے۔

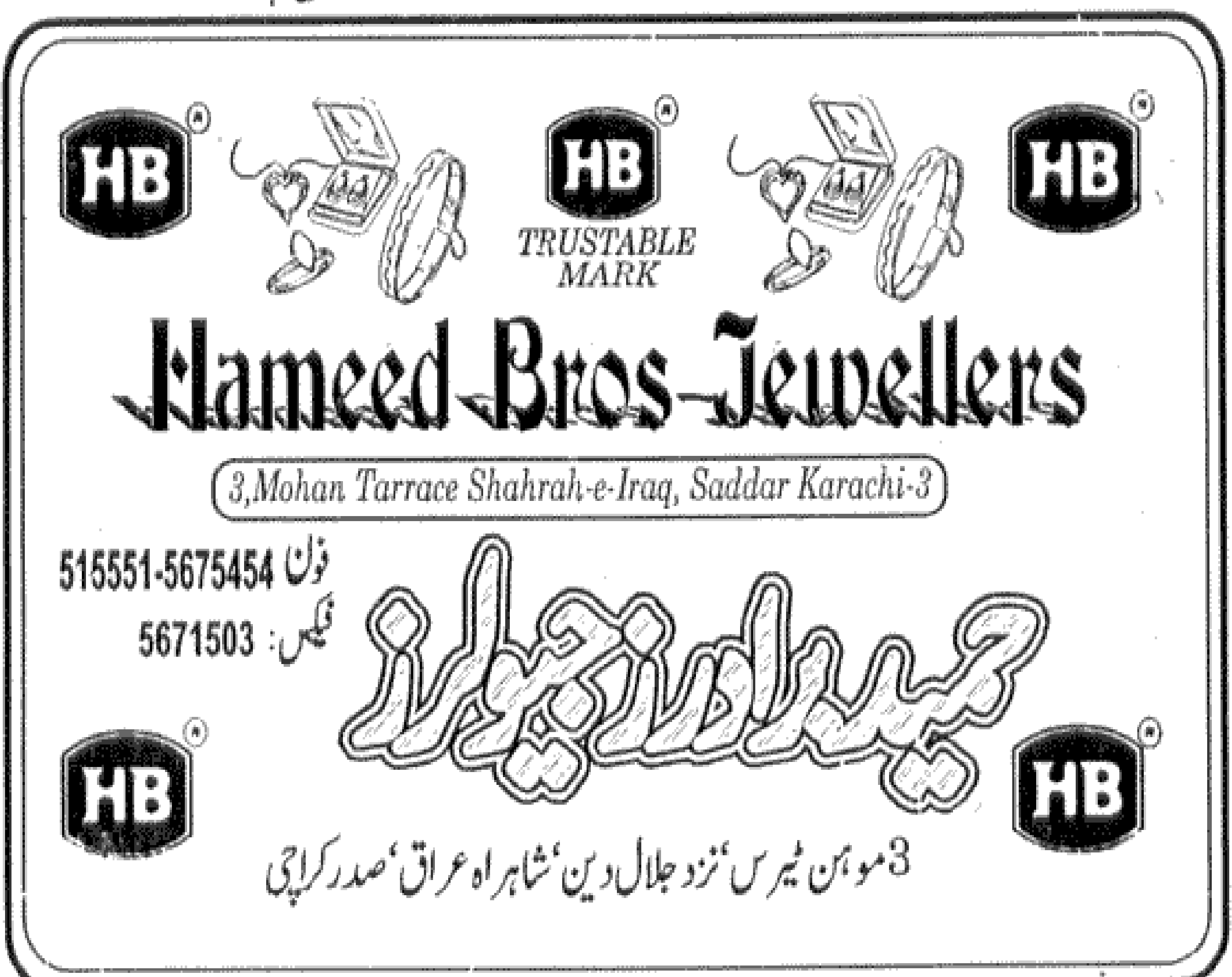

قادیانی استدلال پر ایک نظر

تحریر: جناب اختر راہی

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۰ء کے اواخر میں "فتح اسلام" تالیف کی اور اس کی اشاعت ۱۸۹۱ء کے آغاز میں لدھیانہ سے ہوئی۔ یہ پہلا رسالہ تھا جس میں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر کیا اور اپنے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا' اسی سال کی دو تالیفات "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" میں اپنے دعویٰ کو بار بار دہرایا۔ "ازالہ اوہام" میں مرزا صاحب نے الہاموں کے ساتھ ساتھ "اعداد جمل" سے اپنی حقانیت ثابت کرنا شروع کی اور باطنی داعیوں کا انداز اختیار کیا' وہ لکھتے ہیں:

> "مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی' اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ' بعض اسرار اعداد حروف تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے۔"
>
> (ازالہ اوہام ص ۹۰)

۱۸۹۲ء میں مرزا صاحب نے ایک رسالہ بنام "نشان آسمانی" لکھا' اس رسالہ کا مقصد بالفاظ مرزا صاحب یہ تھا:

> "ان چند اوراق میں ان بعض اولیا اور مجاذیب کی شہادتیں درج ہیں' جنھوں نے ایک زمانہ دراز اس عاجز سے پہلے اس عاجز کی نسبت خبر دی ہے۔" (نشان آسمانی ص ۱۱)

مرزا صاحب نے نشان آسمانی میں جن "اولیا و مجاذیب" کی شہادتیں درج کی ہیں وہ مجہول گلاب شاہ اور معروف شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی ہیں۔ مرزا صاحب نے شاہ نعمت اللہ ولی کے معروف قصیدہ سے استدلال کیا ہے۔

سید نورالدین معروف بہ شاہ نعمت اللہ ولی بن سید میر عبداللہ ۲۲ / رجب ۷۳۰ھ ۱۱ / مئی ۱۳۳۰ء کو قصبہ کوہبنان کرمان میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب امام موسیٰ کاظمؒ سے ملتا ہے۔ موصوف ۲۴ سال کی عمر میں مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور امام عبداللہ یافعی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے تھے۔ ان ہی سے خلافت حاصل کی۔ اپنے شیخ طریقت کی وفات پر مکہ معظمہ سے سمرقند' ہرات اور یزد سے ہوتے ہوئے ماہان' (کرمان سے آٹھ فرسخ پر ایک گاؤں) میں مقیم ہوئے اور وہیں ۲۲ / رجب ۸۳۴ھ' ۵ / اپریل ۱۴۳۱ء کو فوت ہوئے۔ (تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے "احوال و آثار شاہ نعمت اللہ شاہ کرمانی" تالیف مرزا ضیاالدین بیگ)

شاہ نعمت اللہ ولی فارسی زبان کے کامیاب شاعر اور مؤلف تھے' انہوں نے تصوف کے موضوع پر عربی اور فارسی میں بیسیوں تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں ان کے رسائل کا مجموعہ "مجمع الاشعار" (الرسائل) ہے جس میں ۱۲۵ رسائل ہیں۔ ان کے ۷۲ رسائل کا مجموعہ "رضوان المعارف الالہیہ" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ جناب احمد نزدی صاحب نے ان کے ۱۲۹ فارسی رسائل کا تعارف کرایا ہے۔ (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی جلد دوم دو حصے) شاہ صاحب کا دیوان چند بار طبع ہو چکا ہے۔

شاہ نعمت اللہ ولی کا قصیدہ "قدرت کردگاری بینم" بہت معروف ہے اور بارہا طبع ہو چکا ہے۔ مرزا صاحب نے اس قصیدے کے بعض اشعار کی تاویل و تشریح کرتے ہوئے اسے اپنے دعویٰ کے حق میں استعمال کیا ہے۔ مگر انہوں نے قصیدے کے بارے میں جو اطلاعات دیں' درست نہیں ہیں۔

مرزا صاحب نے قصیدہ "الاربعین فی احوال المہدیین" کے آخر سے نقل کیا ہے۔ یہ کتابچہ انہیں منشی محمد جعفر تھانیسری مرحوم سے ملا تھا۔ (تائید آسمانی ص ۵۰۴) "الاربعین فی احوال المہدیین" ۱۲۲۸ء میں کلکتہ سے طبع ہوا تھا اور ایک عرصے سے نایاب ہے۔ چوہدری محمد حسین ایم

اے نے مرزا صاحب کی تالیف "نشان آسمانی" کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا تھا:

"کیا حضرات مرزائیہ یہ رسالہ دکھا کر مسلمانوں کو ممنون احسان کریں گے؟ تاکہ مرزا صاحب کی (قصیدے کی) نقل اور اس اصل کا مقابلہ ہو سکے۔"

(کاشف مغالطہ قادیانی بر نشان آسمانی ص ۴۴)

"الاربعین فی احوال المہدیین" کو شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) کی تالیف قرار دیا جارہا ہے' دوست محمد شاہد صاحب اور پیام شاہجہان پوری صاحب نے "الاربعین" کے ساتھ چھپے ہوئے قصیدے کے عکس دیئے ہیں (ماہنامہ الفرقان ربوہ جنوری ۷۲ء حیات اسمٰعیل شہید پیام جہانپوری) دونوں حضرات کا دعویٰ ہے کہ "الاربعین" صرف ایک بار ۱۲۶۸ھ میں مصری گنج کلکتہ سے طبع ہوئی ہے' مگر ان کے دیئے ہوئے عکس ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

"الاربعین فی احوال مہدیین" کیا واقعی شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) کی تالیف ہے؟ اس سوال کا حتمی جواب اس وقت تک نہیں دیا جا سکتا جب تک اصل نسخہ پیش نظر نہ ہو' تاہم شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے سوانح نگاروں' مرزا حیرت دہلوی اور مولانا غلام رسول مہر نے "الاربعین" نام کی کسی کتاب کو ان کی تالیف قرار نہیں دیا۔ البتہ اسی نام کی ایک تالیف مولانا ولایت علی صادقپوری (م ۱۲۶۹ھ) کے شجاعتِ قلم میں سے ہے جو رسائل تسعہ (مطبوعہ 'مطبع' فاروقی دہلی) میں موجود ہے۔

"الاربعین" کے آخر میں طبع شدہ قصیدہ (شاہ نعمت اللہ ولی) میں کئی اغلاط موجود ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ناشر نے اپنی طرف سے قصیدہ شامل کر دیا تھا اور تحقیق کی زحمت گوارا نہ کرتے ہوئے شاہ نعمت اللہ ولی کا تعارف لکھا۔ شاہ نعمت اللہ ولی کا تعارف ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"نعمت اللہ ولی کہ مرد صاحب باطن واز اولیا کامل در ہندوستان مشہور اندو وطن اوشاں در اطراف دہلی است۔ زمانہ شاں پانصد وشصت ہجری ز دیوان اوشاں معلوم می شود۔" (عکس قصیدہ مطبوعہ الاربعین مشمولہ الفرقان ربوہ جنوری ۷۲ء)

اسی اندراج کے حوالے سے مرزا صاحب نے لکھا:

"واضح ہو کہ نعمت اللہ ولی رہنے والے دہلی کے نواح کے اور ہندوستان کے اولیا کاملین میں سے مشہور ہیں۔ ان کا زمانہ پانسو ساٹھ ہجری ان کے دیوان کے حوالے سے بتایا گیا ہے۔" (نشان آسمانی ص ۲۲)

جناب دوست محمد شاہد صاحب (مؤرخ احمدیت) نے مرزا صاحب کے بیان کو درست ثابت کرنے کی خاطر لکھا ہے کہ اس قصیدے کا انتساب شاہ نعمت اللہ کرمانی کی طرف کرنا غلط ہے۔ (الفرقان ربوہ جنوری ۷۲ء ص ۱۲'۱۱)

دوست محمد شاہد کا یہی مضمون معمولی ردوبدل کے ساتھ مشہور و معروف پیشگوئیاں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے نائٹل سے طبع ہوا البتہ بطور مؤلف قمر اسلام پوری کا نام درج ہے۔ (لاہور مکتبہ پاکستان ص ۷۲)

The Poem is not to be found at all in lithographed edition- (A liter ary History of Persix Vol:III_P468)

حالانکہ یہ قصیدہ دیوان شاہ نعمت اللہ ولی کے اکثر خطی نسخوں میں موجود ہے۔ نسخہ خطی مکتوبہ ۸۳۲ھ (کتب خانہ آصفیہ' حیدرآباد) میں بھی یہ قصیدہ موجود ہے جو شاہ صاحب کی زندگی میں لکھا گیا تھا' پروفیسر براؤن نے اسے شاہ نعمت اللہ ولی کا قصیدہ قرار دیا ہے:

When I visited the Sainet's shrine i took the trouble to obtion from one of the dervishes a copy of the poem from the oldest trasworthy emamuseript in their possission. (A Literary History of persia Vol 3, P: no. 465)

رضا قلی خان نے مجمع الفصحا (تالیف ۱۲۸۴ھ) میں شاہ نعمت اللہ ولی کے حالات میں اس قصیدے کے ۲۴ اشعار نقل کئے ہیں جن میں معمولی اختلاف پایا جاتا ہے۔ دیوان شاہ نعمت اللہ ولی کے مطبوعہ (ایران) ایڈیشن میں بھی قصیدہ موجود ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ "شاہ نعمت اللہ دہلوی" نام کے کسی شاعر کا دیوان نہیں ملتا' بعض اہل قلم نے یہ قصیدہ "شاہ نعمت اللہ ہانسوی" کی طرف منسوب کیا ہے جو درست نہیں۔

شاہ نعمت اللہ ولی کے مذکور قصیدے کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف خطی اور مطبوعہ نسخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر قصیدے میں ایک شعر یہ ہے:

عین و را وال چوں گزشت از سال
بوالعجب کاروبار می بینم

(A Literary History of persia Vol:III P.no:405)

بابیوں نے "ظہور باب" کی تصدیق کے لئے "عین وراوال" کو "عین وراوال" بنا رکھا ہے۔ ایک نسخہ میں یہ حروف "عین زاذال" ہیں (نسخہ خواجہ عبدالغنی بحوالہ کاشف مغالطہ قادیانی ص ۳۷) مجمع الفصحاء میں عین وراوال" ہیں۔ (مجمع الفصحاء جلد ۲' ص ۹۱)

یہی شعر مرزا صاحب نے اپنے ماخذ کے حوالے سے کسی غور و فکر کے بغیر یوں نقل کیا

ہے:

عین ورے سال چوں گزشت از سال
بو العجب کاروبار می بینم
(نشان آسمانی ص ۲۳)

"سال چوں گزشت از سال" بے معنی ہے۔ کتابت کی غلطی سے "دال" کی جگہ "سال" ہو گیا ہے مگر مرزا صاحب نے اس بے معنی مصرعے سے نتائج اخذ کر لئے ہیں۔ نیز حرف "را" کو "رے" لکھنا بھی کاتب کی غلطی ہے مگر مرزا صاحب کی "پنجابیت" نے اسے بھی پسند جواز بخش دی۔

ایک دوسرا شعر یہ ہے:

میم حامیم دال می خوانم
نام آں نامدار می بینم
(A literary History of persia Vol:III P.467)

مرزا صاحب کے ہاں "میم حامیم دال" کی جگہ "اح میم و دال" (نشان آسمانی ص ۲۸) ہے۔ قصیدے کے مختلف نسخوں میں اشعار کی تعداد کم وبیش ہے۔ نیز اگر ایک نسخے میں کوئی شعر دوسرا ہے تو دوسرے نسخے میں وہی پانچواں ہو سکتا ہے۔ تشریح و تعبیر میں ہر شارح نے اپنی کہانی مکمل کرنے کی خاطر اشعار کو آگے پیچھے کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی۔

جہاں تک تعبیر و تاویل کا تعلق ہے۔ یہ بھی وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہی ہے۔ مرزا صاحب نے "اپنے عظیم الشان مجدد" ہونے کے لئے اسے استعمال کیا ہے۔ (دیکھئے نشان آسمانی ص ۲۳) تو منشی محمد جعفر تھانیسری مرحوم نے اس کا مصداق سید احمد شہید بریلویؒ کو قرار دیا ہے۔

شاہ نعمت اللہ ولی کے نام سے دو مزید قصیدے معروف و متداول ہیں۔ ان میں سے ایک کا پہلا شعر یہ ہے:

پارینہ قصہ شویم از تازہ ہند گویم
افتاد قرن دوئم کے افتاد از زمانہ

دوسرا قصیدہ "راست گویم باد شاہ ہے در جہاں پیدا شود" سے شروع ہوتا ہے۔ ان قصائد میں داخلی شہادتیں موجود ہیں، جو ان کے وضعی و جعلی ہونے پر دال ہیں مگر بر صغیر کے سادہ دل اور خوش عقیدہ لوگ وقتاً فوقتاً انہیں شائع کرتے رہتے ہیں۔ جعلی قصائد اور ان کی تشریح و توضیح کے لئے ملاحظہ ہوں:

☆ حبیب اللہ شاہ' حقیقت قیام پاکستان' ہو ثیق بشارت' ☆ سرور نظامی' پیشگوئی حضرت نعمت اللہ شاہ ولی ☆ سعید بن وحید الہامی پیشگوئیاں' ☆ عبدالصبور طارق سید' حضرت شاہ نعمت اللہ کی ساڑھے آٹھ سو سال پیشگوئیاں' ☆ قمر اسلام پوری' مشہور معروف پیشگوئیاں حضرت نعمت اللہ ولی ☆ ہنٹر ڈبلیو' ڈبلیو' ہمارے ہندوستانی مسلمان (ترجمہ)۔

کتابیات:

ابوالحسن علی ندوی' قادیانیت' ادارہ نشریات اسلام لاہور (۱۹۶۶ء)' احمد منزوی' فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی جلد دوم' مؤسسہ بنگی منطقائی تہران (۱۳۴۹ش) براؤن ای جی Aliterary History of persia Vol:III کیمبرج یونیورسٹی پریس کیمبرج (۱۹۵۰ء) بشارت احمد ڈاکٹر' مجدد اعظم جلد اول' انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور (۱۹۳۹ء) پیام شاہ جہانپوری' حیات شاہ اسمٰعیل شہید' لاہور حبیب اللہ شاہ' حقیقت قیام پاکستان' ہو ثیق بشارت دیندار انجمن حزب اللہ کراچی (س-ن) دوست محمد شاہد' حضرت نعمت اللہ ولی اور ان کا اصلی قصیدہ' بشمولہ ماہنامہ "الفرقان" ربوہ بابت جنوری ۱۹۷۲ء' رضا قلی خان مجمع الفصحاء جلد دوم' مؤسسہ چاپ وا انتشارات امیر کبیر تہران (۱۳۳۹ش) سرور نظامی ایچ ایم' پیشگوئی حضرت نعمت اللہ ولی' دارالعلوم درویشہ کھڑیانوالہ (س ن) سعید بن وحید الہامی پیشگوئیاں' دیندار انجمن کراچی (۱۹۶۸ء) ضیاء الدین بیگ مرزا' احوال و آثار حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی' مؤلف کراچی (۱۹۷۵ء) عبدالصبور طارق سید' حضرت شاہ نعمت اللہ کی ساڑھے آٹھ سو سال پیشگوئیاں' مشہور روزنامہ "جنگ" راولپنڈی' بابت ۳۱/اکتوبر ۱۹۷۱ء غلام احمد قادیانی' نشان آسمانی' الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ (۱۹۵۶ء) قمر اسلام پوری مشہور و معروف پیشگوئیاں حضرت نعمت اللہ ولی' مکتبہ پاکستان لاہور (۱۹۷۲ء) محمد جعفر تھانیسری منشی' تائید آسمانی در رد لعان آسمانی' اختر ہند پریس ہال بازار امرتسر (۱۸۹۲ء) محمد حسین چوہدری' کاشف مغالطہ قادیانی' گلزار ہند پریس لاہور (۱۹۲۱ء) نعمت اللہ ولی کرمانی شاہ' دیوان شاہ نعمت اللہ ولی' کتاب فروشی محمد حسن علمی تہران (۱۳۳۶ھ) ولایت علی صادقپوری رضوان المعارف الالٰہیہ' کتاب فروشی' فردوسی تہران (س ن) مجموعہ رسائل تسعہ مولانا ولایت علی' مطبع فاروقی دہلی (س ن) ہنٹر ڈبلیو' ڈبلیو' ہمارے ہندوستانی مسلمان (ترجمہ) اقبال اکیڈمی لاہور (۱۹۴۴ء)۔

"خبرنامہ جرمن کو انٹرویو"

مزید چند سوالوں کے تحریری جوابات :

سوال : ختم نبوت کیا ہے اور جرمنی میں کن مقاصد کے لئے کام کرتی ہے؟

جواب : ختم نبوت کا معنی ہے "آخری نبی"۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منصب نبوت میں تمام دوسرے انبیا کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے خاص امتیازی فضیلت رکھتے ہیں۔ قرآن نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین "آخری نبی" کہا۔ (سورۂ احزاب: ۴۰) قرآن کی متعدد آیات اور احادیث سے اس مسئلہ کو ثابت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "آخری نبی" ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی بن کر نہیں آئے گا' یہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور اب کوئی نیا نبی قیامت تک مبعوث نہیں ہوگا' اسی کا نام عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ ہر مدعی نبوت کا کاذب و کافر ہونا ایسا مسئلہ ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک ہر دور کے مسلمانوں کا اجماع و اتفاق رہا ہے لیکن قادیانی فرقہ نے اس مسئلہ میں مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے بڑا زور لگایا ہے چھوٹی بڑی کتابیں شائع کر کے کم علم لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے تو اس وجہ سے یہ تحریک ختم نبوت قائم ہوئی تاکہ مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کیا جائے اور گمراہی سے بچ جائیں۔

سوال: اس تحریک کے مقاصد کیا ہیں؟

جواب: اس تحریک ختم نبوت کے مقاصد میں تبلیغ اشاعتِ اسلام قرآن وسنت کی روشنی میں، اصلاح عقائد واعمال طرز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آئمہ دین کے تربیت اخلاق بذریعہ مدارس دینیہ، تعلیم بالغان، تعلیم خواتین، خصوصاً تحفظ ختم نبوت چونکہ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا عقائد کے لحاظ سے اس کے متضاد دعوؤں نے مسلمانوں کو اس کے خلاف لکھنے پر مجبور کردیا

مولانا مشتاق الرحمٰن (جرمنی)

ذرا ملاحظہ فرمایئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت مرزا کی زبانی ان کی کتابوں سے :

(۱)..... "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸)

(۲)..... "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔" (مرزا صاحب کا آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء)

(۳)..... "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول و نبی ہیں۔" (بدر ۵/مارچ ۱۹۰۸ء)

(۴)..... "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱)

اسی طرح کے بے شمار نبوت کے دعوے ہیں۔ مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ جس نبی کو برا کہا آخر میں وہی خود بن بیٹھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا کے خیالات :

(۱)..... "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص: ۷)

(۲)..... "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ: ۵)

(۳)..... "عیسائیوں نے بہت سے آپ (عیسیٰ) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ حاشیہ)

آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی خود عیسیٰ بن گیا۔

(۴)..... "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے اور اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(دافع البلاء ص ۱۳)

سوال: کیا یہ تنظیم قادیانیوں کے خلاف تشدد کرنے کو کہتی ہے؟

جواب: مذہب اسلام ہر جاندار کا تحفظ کرتا ہے، یہاں تک کہ انسانوں کے علاوہ حیوانات کے بھی تحفظ کا ضامن ہے، جہاں تک اختلاف کی بات ہو

تو دلائل سے قائل کرتا ہے' ظلم و جبر' تشدد کا درس دیتا ہی نہیں۔ تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ فتوحات کے مقامات پر غیر مسلمانوں کے جان و مال کا تحفظ اسلام نے بخوبی انجام دیا اور یہ ہی اسلام ہم کو درس دیتا ہے اور یہ تنظیم بھی تشدد کرنے کے خلاف ہے بلکہ دلائل سے بات کرنے کی قائل ہے یہی اس کا درس ہے۔

سوال: کیا آپ اس تنظیم کے ممبر ہیں؟

جواب: عقیدۂ ختم نبوت ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے اس عقیدے کے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتا تو اس لحاظ سے میں بھی اور ہر مسلمان اس کا ممبر ہے۔

سوال: تشدد کے بارے میں آپ کی ذاتی رائے حیثیت امام آفن باخ کیا ہے؟

جواب: میں بھی اسلام کا پیروکار ہوں' جس بات کی اجازت اسلام نہیں دیتا یا پسند نہیں کرتا تو میں بھی اسلام کی تعلیمات کے مطابق تشدد کو بالکل پسند نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو تعلیم دیتا ہوں۔ اختلاف کو باہمی دلائل کے ساتھ حل کیا جائے نہ کہ تشدد کے ساتھ۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ ان ختم نبوت کانفرنسوں میں آپ نے شرکت کی اور ان میں کھلے عام تشدد کا اعلان کیا گیا مثلاً "قادیانیوں" کو مار دو؟

جواب: یہ صرف قادیانیوں کا پروپیگنڈہ ہے ہر مذہبی پروگرام میں حیثیت مسلمان شرکت ہوتی ہے مگر ان کانفرنسوں میں کوئی تشدد کرنے کا اعلان نہیں کیا گیا یہ کیسے ہو سکتا ہے اخلاق کے علاوہ شریعت بھی اس عمل کو پسند نہیں کرتی۔

☆☆......☆.....☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر این۔۹۱۔ صرافہ بازار
میٹھادر کراچی' فون: ۷۴۵۵۷۳

جبار کارپٹس
ڈیلرز
☆ زینت کارپٹ ☆ مون لائٹ کارپٹ ☆ نیر کارپٹ
☆ ثمر کارپٹ ☆ وینس کارپٹ ☆ اولمپیا کارپٹ
مساجد کے لئے خاص رعایت
۳۔ این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس
بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد
Phone : 6646888-6647655
Fax : 092-21-5671503

اسلام میں عورت کا مقام

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ سبحانک لاعلم لنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ رب اشرح صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھو قولی۔ اللھم صلی علی سیدنا ونبینا وشفیعنا ومولٰنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم وصل علی جمیع الانبیا والمرسلین وعلی الملائکۃ المقربین وعلی عبادک الصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین قولا ممن داع الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین ولا تستوی الحسنۃ ولا السیۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذالذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذوحظٍ عظیم۔ صدق اللہ العظیم۔

دوستو بزرگو اور بھائیو! آپ کو علم ہے کہ یہ جلسہ جس میں آپ شریک ہیں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے زیراہتمام منعقد ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا موضوع بھی مسئلہ ختم نبوت ہے اور میری تقریر بھی اسی مسئلہ پر ہوگی۔ لیکن ایک موضوع یا ایک مضمون پر تقریر کرنے کی عادت نہیں رہی دراصل کچھ بڑھاپا آگیا ہے اور عمر کے ساتھ ساتھ ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ اس کے علاوہ وقت کے تقاضے بھی بڑھ گئے ہیں۔ تقاضائے وقت کے لحاظ سے جی چاہتا ہے کہ یہ بات بھی کہی جائے اور وہ بات بھی ضرور کہنی چاہئے‘ ضرورت اس بات کی بھی ہے اور اس کی بھی۔

چنانچہ میں نے اپنا معمول یہ بنالیا ہے کہ مختلف موضوع میری تقریر میں زیربحث آتے ہیں۔ پہلے ایک مضمون بیان کرلیتا ہوں اور کچھ وقت اس پر صرف کرتا ہوں اور سامعین کو بتادیتا ہوں کہ اب یہ موضوع ختم ہوگیا‘ اب دوسرے موضوع کی طرف آتا ہوں اس موضوع پر اپنے علم اور اپنی بساط کے مطابق جب کچھ اظہار خیال کرلیتا ہوں تو پھر تیسرے موضوع کا آغاز کرتا ہوں اور حاضرین مجلس کو اس تبدیلی موضوع کی بات مطلع کردیتا ہوں تاکہ ایک ہی وقت میں اپنی تقریر کے دوران جو جو موضوع زیربحث آئیں وہ سننے والوں کی سمجھ میں الگ الگ آجائیں اور کسی قسم کا خلط مبحث نہ ہونے پائے۔

خطاب مجاہد ملت حضرت
مولانا محمد علی جالندھریؒ

اب پہلا مسئلہ تو ملک کے آئین ودستور کا ہے‘ ہمارا یہ ملک جس کا نام پاکستان ہے جب سے اسے آزادی ملی ہے بڑی مشکلات میں سے گزرتا رہا ہے‘ اب بھی یہ ایک مشکل دور سے گزر رہا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ ہم اب پانچویں الیکشن کی تیاری کررہے ہوتے جیسا کہ ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں جو ہمارے ساتھ ہی آزاد ہوا۔ پانچویں عام انتخابات ہونے والے ہیں ہمارے یہاں بھی جمہوریت کا یہ عمل جاری رہتا اور پچھلے چار انتخابات میں برسراقتدار آنے والی حکومتیں اس ملک کی تعمیر وترقی میں مصروف ہوتیں‘ لیکن افسوس کہ ہم یہاں ۲۲ برس کے عرصہ میں ایک بھی صحیح جمہوری انتخاب نہیں کراسکے‘ ملک میں جائے آئین کی حکومت قائم ہونے کے تین مرتبہ مارشل لاء لگ چکا ہے‘ ملک میں مارشل لاء اس وقت لگتا ہے جب ملک کو چلانے کی اور کوئی صورت باقی نہ رہی ہو اور صرف فوج ہی کے ذریعہ ملک کو قائم رکھا جاسکتا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

انگریز کے دور اقتدار میں جب کبھی میں سفر میں ہوتا اور کسی فوجی پر نظر پڑتی تو اسے دیکھ کر طبیعت میں تکدر پیدا ہوتا‘ اس کے خلاف غم وغصہ اور نفرت کے جذبات پیدا ہوتے اور دکھ ہوتا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو انگریزی اقتدار کو چلانے کے لئے لڑتے ہیں اور مسلمان ملکوں کے خلاف بھی انگریز انہیں استعمال کرتا ہے اور اس طرح ہماری غلامی کی زنجیروں کو یہ فوجی اور زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ لیکن آزادی کے حصول کے بعد فوج کے بارے میں میرے نقطہ نگاہ میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی‘ اب میں جب کسی فوجی کو دیکھتا ہوں تو میرے دل میں ان کے لئے محبت کے جذبات ابھرتے ہیں اور ان کے لئے دل میں ایک خاص قدرومنزلت پیدا ہوتی ہے اور سوچتا ہوں کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی جان پر کھیل کر ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں‘ ملک کے پہریدار اور چوکیدار ہیں‘ ملک کی سالمیت اور اس کے استحکام کے تحفظ کے ذمہ دار ہیں۔

بلاشبہ فوج ہمارا قیمتی سرمایہ ہے۔

ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ۱۹۶۵ء کی جو جنگ برپا ہوئی تھی' اس میں حق تعالیٰ کی امداد ہمارے شریک حال رہی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر خاص فضل و کرم تھا اس معرکہ میں ہماری فوج نے جو شاندار کارنامے سرانجام دیئے اور جس طرح دشمن کے دانت کھٹے کئے اور ملک کے تحفظ اور قوم کی عزت کو بچانے کے لئے ہماری فوج نے جو عظیم الشان قربانیاں پیش کیں اور جس بہادری سے وہ میدان جنگ میں لڑے اس سے ہمارے دلوں میں فوج کی قدر و منزلت اور اس کی عزت و احترام میں اور اضافہ ہوا اور اس کی وقعت پہلے سے بڑھ گئی۔

ہمارے موجودہ صدر مملکت آغا محمد یحییٰ بھی فوجی جرنیل ہیں وہ بھی مارشل لاء کے ذریعے صدر بنے ہیں' لیکن یہ مارشل لاء ناگزیر حالات میں لگایا گیا یہ واقعہ ہے کہ ملک میں زبردست سیاسی انتشار رونما ہو چکا تھا' تشدد کی ایک لہر تھی جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا' یہ انتشار اور خلفشار کیسے پیدا ہوا؟ کون اس کا ذمہ دار تھا؟ کس نے اس قسم کے حالات ملک میں پیدا کئے؟ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ وقت کم ہے اور یہ مضمون تفصیل کا محتاج ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ ملک کے حالات نہایت خراب تھے ہر طرف شکست و ریخت کا بازار گرم تھا توڑ پھوڑ اور جلاؤ گھیراؤ کا عمل جاری تھا ایسے نازک وقت میں فوج آگے بڑھی اور اس نے ملک کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا فوج نے بروقت مداخلت کی اور ملک کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر اس کو محفوظ کر دیا۔ پاکستان کی گرتی ہوئی قوت کو بحال کیا اور وہ بدامنی جس کے باعث ہم تباہی کے کنارے پر آپہنچے تھے اسے ختم کر کے ہمیں تباہی سے بچالیا۔

غرض یہ کہ موجودہ مارشل لاء نے ملک و قوم کا صحیح معنوں میں تحفظ کیا۔ بیرونی خطرات سے بچانا تو فوج کی ہمیشہ ذمہ داری ہے لیکن اس مرتبہ فوج نے مداخلت کر کے ہمیں اندرونی خطرات سے نجات دی۔ ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری فوج کو زیادہ طاقت و رہنائے' اللہ تعالیٰ ان کے ارادہ و عمل میں زیادہ اخلاص کی توفیق ارزانی فرمائے اور ملک و قوم کے تحفظ و بقا کے لئے انہیں بیش از بیش خدمت کی سعادت نصیب فرمائے اور ہمارے جن بھائیوں نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں حصہ لیا انہیں زیادہ سے زیادہ بلند مراتب عطا فرمائے۔ (آمین)

وقت آرہا ہے کہ اگلے سال انتخاب ہوگا ہمارے صدر صاحب نے ۱۹۷۰ء کو انتخابات کرانے کے عزم کا اظہار کیا ہے ان کا موقف یہ ہے کہ سیاسی جماعتیں اپنی ازسرنو تنظیم کریں اور یہ جو ہمارے ہاں سیاسی جماعتوں کی بھرمار ہے اسے کم کریں اور انہوں نے سیاستدانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی سیاست کی بنیاد صحیح مقاصد پر رکھیں تاکہ فوج زمام اقتدار ان کے سپرد کر کے واپس بیرکوں میں چلی جائے تاکہ فوج ملک کی حکومت چلانے کی بجائے سرحدوں کی حفاظت کے لئے تیاری کرے۔

صدر صاحب نے بہت اچھی بات کہی ہے جس سے ہمارے دلوں میں فوج کی عزت اور بڑھ گئی ہے۔ ۱۹۷۰ء کا یہ عام انتخاب پچھلے ۲۲ برس کے دوران پہلا اور صحیح جمہوری انتخاب ہوگا' اس لئے میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب بڑے تدبر سے' بڑی سوجھ بوجھ سے' بڑے تحمل سے' لڑائی جھگڑے کو چھوڑ کر تو تکار اور تھوکا فضیحتی کو چھوڑ کر یہ کوشش کریں کہ ملک کو ایک بہتر دستور اور اچھا آئین میسر آئے اور ملک کی سیاست صحیح نہج پر استوار ہو۔

یہ ایک طرح سے میری تقریر کی تمہید تھی اور یہ جو کچھ میں نے عرض کیا اپنی تقریر کے پیش لفظ کے طور پر کیا ہے' اب میں ایک' دو' تین اور چار کر کے ترتیب وار چند مضامین پیش کرتا ہوں:

آزادیٔ وطن:

پہلی بات تو یہ ہے کہ اگرچہ دولت کا کمانا بڑا مشکل ہے مگر دولت کمانے کے بعد اسے سنبھال کر رکھنا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ جس طرح کسی کاشتکار کا فصل کو کاشت کرنا کھیتی کی بوائی اور بجائی کرنا ایک محنت طلب کام ہے لیکن جب کھیتی بارآور ہو جائے تو اس کی دن کے علاوہ رات کو بھی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ جب کھیتی ہری بھری ہو جاتی ہے' جب باغ میں پھل لگ جاتا ہے تو رات بھر جاگ جاگ کر اس کی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے' میرے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ ملک کو آزاد کرانا ایک مشکل کام ضرور تھا مگر آزادی کو برقرار رکھنا اس سے زیادہ مشکل ہے' آزادی کی جنگ جب لڑی جاتی ہے تو مقابلہ ایک کھلے دشمن سے ہوتا ہے' جس نے بزور شمشیر ہمارے ملک پر قبضہ کیا ہوتا ہے' اس جنگ میں بساط بھر حصہ لیا جاتا ہے' کوئی غم اور فکر نہیں ہوتا زیادہ سے زیادہ قربانی دینے میں ایک لطف محسوس ہوتا ہے' لیکن جب ملک آزاد ہو جائے تو اس وقت جوش سے زیادہ ہوش اور جذبات سے زیادہ عقل درکار ہوتی ہے' زیادہ تحمل اور قوت برداشت سے کام لینا پڑتا ہے تب کہیں جا کر آزادی کا پودا پروان چڑھتا ہے' انگریز جب تک اس ملک پر حکمران رہا ہم اس کے خلاف جذباتی انداز میں جدوجہد کرتے رہے' غصہ آتا تھا تو اس کا برملا اظہار

کرتے تھے توڑ پھوڑ اور شکست و ریخت سے بھی گریز نہیں کرتے تھے کیونکہ انگریز سے ہماری دشمنی تھی' ہم ایسا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے جب اس کو زک نہ پہنچائیں' وہ دور ہماری غلامی کا دور تھا اس لئے غم و غصہ کا جارحانہ اظہار نامناسب نہیں تھا مگر اب جبکہ ہم آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہو چکے ہیں' ہمیں بے جا غیض و غضب کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اب یہ ملک ہمارا اپنا ملک ہے' ہمارے گھر پر اگر دشمن نے قبضہ کر لیا ہو تو ہم اسے جلا کر راکھ کر دینے میں بھی کوئی تامل نہیں کریں گے لیکن جب ہمارا گھر ہمیں مل گیا ہو تو اب ہم اگر گھر والوں سے ناراض بھی ہوں گے تو اسے جلائیں گے نہیں' اسے سنوارنے اور درست کرنے کی مخلصانہ کوشش کریں گے اس کے اندر کی اصلاح کریں گے اس کی بنیادوں کو مضبوط کریں گے' کیونکہ اب یہ ہمارا گھر ہے اور ہماری ملکیت میں ہے اس کا نقصان ہمارا اپنا نقصان ہے' ہم یہ نقصان کبھی گوارہ نہیں کریں گے۔ یہ بات یاد رکھئے کہ گھر عقل و فہم سے' دانشمندی سے' صبر و حوصلہ سے' تحمل اور بردباری سے آباد کئے جاتے ہیں' ہمیں سوجھ بوجھ سے کام لینا ہو گا' شعور اور معاملہ فہمی کا ثبوت دینا ہو گا۔

فرقہ واریت کا بھوت :

میں یہ بات کھل کر کہنا چاہتا ہوں اس ملک میں عظیم اکثریت اہل سنت والجماعت کی ہے دوسرے لفظوں میں عرض کروں کہ اس ملک میں بسنے والے زیادہ تر حنفی المسلک ہیں اور حنفی المسلک لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہیں ایک گروہ اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہے اور دوسرا بریلوی۔ اہلحدیث حضرات بھی ملک میں موجود ہیں مگر حنفیوں کی نسبت تعداد میں کم ہیں' شیعہ بھی ہیں مگر سنیوں کے مقابلہ میں ان کی تعداد بہت کم ہے اکثریت بہر حال یہاں حنفی المسلک کے متبعین کی ہے' جیسا کہ میں نے پہلے کہا حنفی المسلک کے لوگ دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں' ایک دیوبندی اور بریلوی۔ یہ تفریق انگریز نے پیدا کی اس کی حکومت کی بنیادی پالیسی ہی یہ تھی کہ "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" اس لئے وہ عوام کے مختلف طبقات میں فرقہ بندی کو ہوا دیتا تھا اور اس طرح قوم کو الو بنا کر اپنا الو سیدھا کرتا تھا۔ بہر حال انگریز کی ان دسیسہ کاریوں کی بدولت ان دونوں گروہوں میں کتا چھنی رہی یہ آپس میں چھوٹے چھوٹے مسائل پر لڑتے رہے' کچھ تو انگریز کے آلہ کار تھے اور اپنے مفاد کے لئے اس لڑائی کو تیز تر کرنے میں مصروف تھے اور کچھ ان کے جال میں پھنس کر اس لڑائی میں شریک ہو گئے۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس موقعہ پر ایک مثال دیا کرتے تھے کہ :

"ایک گاؤں میں چور گھس آیا کتے کی نظر اس پر پڑی تو وہ بھونکنے لگا اس کی آواز سن کر دوسرے کتوں نے بھی چور کو دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا' اب اصل بھونکنے والا تو وہی پہلا کتا تھا جس نے چور کو دیکھ کر بھونکنا شروع کیا تھا اور دوسرے کتے اس کی دیکھا دیکھی اس کی آواز میں آواز ملانے لگے اور بھونکنے کا ایک اچھا خاصا پروگرام شروع ہو گیا۔"

یہ مثال محض بات کو زیادہ واضح کرنے اور سمجھانے کے لئے دی جا رہی ہے۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ انہیں کتا کہا جا رہا ہے' آخر میں بھی تو ان دونوں میں سے ایک گروہ میں شامل ہوں اس لئے مقصود کسی کی دل آزاری نہیں یا طعن و تشنیع نہیں ہے' میں اگر اپنے بیٹے کو گدھا کہہ دوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سچ مچ کا گدھا ہے' اس سے مقصود صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ میرا بیٹا کم عقل ہے میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ تو اس لئے اختلافات کو ہوا دے رہے تھے کہ انگریز نے ان کے ذمہ یہ کام لگایا تھا وہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے اور کچھ لوگ ان کی باتیں سن کر ان سے متاثر ہو گئے اور ان کے ساتھ مل کر بولنے لگے :

"ایک کو میں نے برا بھلا کہا اس نے مجھے کوسا ادھر میرے کسی حامی کو غصہ آگیا ادھر سے اس کے کسی حمایتی کو رنج پہنچا بات بڑھتی چلی گئی' اب دونوں طرف سے ہر شخص کے حمایتی اٹھ کھڑے ہوئے اور لگے ایک دوسرے کو گالیاں دینے' جھگڑا بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا اور نوبت سر پھٹول تک جا پہنچی۔"

پھر یہ بھی ضروری تھا کہ بولنے والے دونوں طرف سے بد نیت ہوں' ممکن ہے دونوں فریق نیک نیتی سے بول رہے ہوں لیکن ان کے آپس کے جھگڑوں سے' تفرقہ اختلافات سے ملت کو نقصان پہنچا۔ ایسا اتفاق بھی تو کبھی کبھی ہو جاتا ہے کہ ماں نے اپنے بچے کو دوائی دی اور بھول کر ایسی شیشے میں سے دوائی پلا دی جو زہریلی دوائی تھی۔ دوا پیتے ہی بچہ ہلاک ہو گیا تو اگرچہ ماں کی نیت نیک تھی لیکن اس کی غلطی نے اس کی اپنی گود کو اجاڑ دیا۔ اسی طرح جو علما قوم میں تفرقہ پیدا کر کے ان کے درمیان لڑائی جھگڑے پیدا کرتے رہے خواہ ان کی نیت کیسی ہی نیک کیوں نہ رہی ہو' بہر حال قوم کے حق میں اس کا نتیجہ اچھا نہیں رہا۔

دستور اسلامی کی تدوین کی ضرورت :

اب جو ملک میں اس قسم کے دیوبندی' بریلوی نزاع کو ہوا دی جارہی ہے' خواہ اس قسم کی حرکت کرنے والوں کی نیت نیک ہو یا بد' اس سے بحث نہیں لیکن اس سے ملک ضرور تباہ ہوگا قوم یقیناً برباد ہوگی زہر کا کام مارڈالنا ہے خواہ غلطی سے ماں زہر اپنے بچے کو پلادے یا جان بوجھ کر کوئی دشمن زہر دے دے زہر اپنا اثر ضرور دکھائے گا' پہلی بات تو مجھے یہ کہنی ہے کہ ملک کو وجود میں آئے ہوئے ۲۲ برس سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے ہمیں شرم آنی چاہئے کہ ان ۲۲ برس میں لڑتے اور جھگڑتے خوب رہے ہیں مگر باہم مل کر اس ملک کے لئے ایک دستور نہیں بنا سکے' ہمارے ہاں آئین تو دور کی بات ہے ایک بھی آزادانہ اور صحیح انتخاب عمل میں نہیں آسکا اس پر ہمیں ندامت سے ڈوب مرنا چاہئے' اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ دیوبندی' بریلوی نزاع کو بند کرکے سب سے پہلے ملک کے لئے اسلامی دستور بنوائیں' باقی رہے اختلافی مسائل تو اگر مسئلہ دیانتداری سے نرم لہجہ میں بیان کیا جائے تو مسئلہ پر لڑائی کی کوئی وجہ نہیں ہے' لڑائی تو اسی صورت میں ہوتی ہے جب کوئی مسئلہ بیان کرنے میں شدت سے کام لے اور سختی کے ساتھ اسے پیش کرے' مسئلہ جب تک بطور مسئلہ بیان کیا جائے وجہ نزاع نہیں بن سکتا' جھگڑا تو وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں تقریر میں تلخی آجائے انتقامی ذہن کے ساتھ مسئلہ بیان ہو اور دوسرے فریق پر لعن طعن کیا جائے' لیکن اگر لعن طعن سے بچ کر طنز و تشنیع سے دامن بچا کر مسئلہ کی نوعیت پر سیدھے سادھے انداز میں اشتعال انگیزی کے بغیر بات کی جائے' تو بذات خود مسئلہ کے باعث ہنگامہ برپا نہیں ہو سکتا' دین اس لئے تو نہیں ہے کہ اس سے فساد برپا ہو دین تو فساد کو مٹاتا ہے پھر آخر ایک دینی مسئلہ وجہ فساد کیونکر بن سکتا ہے؟

اس مسئلہ پر آپ سب حضرات کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ گویا میری تقریر کا پہلا مضمون ہے آپ کو علم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی بات کس طرح لوگوں کے ذہن نشین کرائی۔ آپ ﷺ نے کس طرح دین لوگوں کو سمجھایا پھر دین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں آپ ﷺ کو مخالفوں نے کس درجہ دکھ دیا' اذیت پہنچائی اور کیسی بدسلوکی آپ ﷺ کے ساتھ کی' لیکن حضور اکرم ﷺ نے جس طرح ان کی ایذا رسانی پر صبر فرمایا وہ ہمارے سامنے ہے' میرے بریلوی بھائی اللہ انہیں خوش رکھے ان کا دعویٰ ہے کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ سے عشق ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی عشق میں سچا کرے اور ہمیں بھی حضور اکرم ﷺ کا عشق نصیب کرے۔

دیوبندیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی اتباع سنت کے علمبردار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سنت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے' عشق بھی ایمان کی علامت ہے اور اتباع سنت بھی ایمان کی علامت ہے' عشق کا تقاضا ہے کہ بریلوی بھائی دین کو اس طرح دنیا کے سامنے پیش کریں جس طرح رسول اکرم ﷺ نے مکہ والوں کے سامنے پیش کیا اور دیوبندی بھائی بھی دین کو اسی طرح پیش کریں' جس طرح حضور اکرم ﷺ نے اسے پیش فرمایا۔ ہم دونوں میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے لیکن ہم دونوں فریق اللہ کو ایک مانتے ہیں' ہم دونوں فریق اللہ کے رسول اکرم ﷺ کو آخری اور سچا نبی اور پیغمبر مانتے ہیں' ہم دونوں فریق قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ کی آخری اور سچی کتاب مانتے ہیں' ہم دونوں فریق رسول اکرم ﷺ کے صحابیوں کو صحابی مانتے ہیں' ہم دونوں فریق رسول اکرم ﷺ کی اولاد کا صدق دل سے احترام کرتے ہیں' ہم دونوں فریق امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو مانتے ہیں اور ان کی فقہ کی تقلید کا دعویٰ کرتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے وہ قوم بتوں کو خدا مانتی تھی' قرآن کو برخود غلط سمجھتی تھی' حضور اکرم ﷺ کو جادوگر' دیوانہ اور مجنون (العیاذ باللہ) اور نہ جانے کیا کیا کچھ کہتی تھی' دین اسلام کو جھوٹا دین کہتی تھی' قرآن پاک کی تعلیمات کو اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادات کو (استغفر اللہ) پہلے لوگوں کی داستانیں اور کہانیاں قرار دیتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کو یہ قوم گالیاں دیتی تھی' لیکن بایں ہمہ حضور اکرم ﷺ نے جس محبت سے ان سے بات کی' جس طرح ان کی گالیوں پر صبر فرمایا' جس طرح ان کی بے ڈھب باتوں کو برداشت فرمایا' جس طرح ان کی بدزبانیوں پر تحمل کا مظاہرہ فرمایا وہ سب ہمارے سامنے ہے' اس لئے جو لوگ حضور اکرم ﷺ سے عشق کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں حضور اکرم ﷺ کے طرز عمل کو نمونہ بنا کر اس پر چلنا چاہئے' اسی طرح جو لوگ حضور اکرم ﷺ کی اتباع سنت کے دعویدار ہیں انہیں بھی حضور اکرم ﷺ کی سنت پر چلنا چاہئے' ہر فریق کو حضور اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلنا چاہئے' محبت سے بات کرنی چاہئے' نرمی سے اپنی بات سمجھانی چاہئے' گالی کا جواب گالی سے نہیں دینا چاہئے' برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دینا چاہئے' ہر شخص کو دوسرے کے بارے میں رواداری' تحمل اور بردباری سے کام لینا چاہئے' جس وقت آزادی کی جنگ لڑی جارہی تھی اس وقت بھی علماً کے درمیان مناقشات زوروں پر تھے اور آج پھر

جب اس ملک کو ایک دستور کی اشد ضرورت ہے یہ جھگڑے کھڑے کئے جارہے ہیں' لیکن جس طرح وہ وقت جھگڑوں کا نہیں تھا اسی طرح یہ وقت بھی جھگڑوں کا نہیں ہے۔

دیوبندی' بریلوی نزاع کا حل:

آپ مجھے بھائی سمجھ کر بات سمجھائیں' پیار سے سمجھائیں' مجھے اللہ کا بندہ سمجھ کر اور حضور اکرم ﷺ کا نام لیوا اور آپ ﷺ کا امتی سمجھ کر سمجھائیں' اسی طرح میرا بھی فرض بنتا ہے کہ میں آپ کو اللہ کا بندہ سمجھ کر حضور اکرم ﷺ کا نام لیوا اور آپ ﷺ کا امتی سمجھ کر اپنی بات آپ کے گوش گزار کروں' ہم دونوں ایک دوسرے کو اپنی بات پیار اور محبت سے سمجھائیں' اگر مجھ سے غلطی ہو جائے تو آپ اسے برداشت کریں اور اگر آپ سے غلطی سرزد ہو تو مجھے برداشت سے کام لینا چاہئے' اگر برداشت کا مادہ نہ ہو تو ایک گھر میں میاں بیوی سکھ چین سے نہیں رہ سکتے' گھروں کا قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ ایک وقت اگر میاں نے کوئی سخت بات کہہ دی تو بیوی نے برداشت کرلی اور اگر کبھی کبھار بیوی کو غصہ آیا تو میاں نے سنی ان سنی کردی اس طرح گھر کا نظام چل سکتا ہے اور اگر دونوں میں تحمل نہ ہو' رواداری نہ ہو' برداشت کا مادہ نہ ہو تو نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔

دو سگے بھائی اکٹھے نہیں چل سکتے جب تک کہ ان میں باہم ایک دوسرے کے لئے برداشت کا مادہ موجود نہ ہو' مالک اور نوکر کے درمیان تعلق قائم نہیں رہ سکتا جبکہ دونوں میں ایک قسم کی ہم آہنگی نہ ہو' اسی طرح اگر دو فرقوں میں آپس میں رواداری اور حسن سلوک کا معاملہ نہ ہو تو فرقہ وارانہ جھگڑا سر اٹھا سکتا ہے' فرقہ وارانہ اختلاف تو ناگزیر ہے لیکن فرقہ وارانہ لڑائی ہرگز مناسب نہیں ہے' فرقہ کسے کہتے ہیں؟ ایک ہی مذہب' ایک ہی پیغمبر اور ایک ہی کتاب کے ماننے والوں کے درمیان کسی مسئلہ پر دو رائیں ہو جائیں تو رائے کے اختلاف سے فرقہ وجود میں آجاتا ہے' ایک نبی اکرم ﷺ کے ماننے والے مختلف فرقوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں' مگر یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیجئے کہ جہاں نبی الگ الگ ہو جائیں وہاں فرقوں کی تقسیم کا مسئلہ باقی نہیں رہتا' بلکہ وہاں مذہب الگ الگ ہو جاتے ہیں۔

میں دیوبندی ہوں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی مانتا ہوں' اس لئے میں بھی اسلام کے ایک فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں' بریلوی بھی رسول اکرم ﷺ کو خدا کا آخری نبی مانتے ہیں وہ بھی اسلام کے فرقوں میں سے ایک فرقہ ہوا' اہل سنت کا بھی حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان ہے وہ بھی ایک فرقہ ہیں' اہلحدیث بھی اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے قائل ہیں وہ بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں۔ غرض یہ کہ ایک نبی کو ماننے والے خواہ کتنے ہی گروہوں میں بٹ جائیں بہرحال وہ اسی مذہب کا ایک فرقہ شمار ہوں گے' لیکن جب نبی بدل جاتا ہے تو ملت بھی بدل جاتی ہے' مذہب بھی تبدیل ہو جاتا ہے قوم بھی بدل جاتی ہے' جن کا نبی جدا ان کا مذہب بھی جدا' ہمارے جو فرقے اسلام کے اندر ہیں وہ اگر ایک دوسرے کے خلاف بولیں گے' ایک دوسرے کے خلاف تقریریں کریں گے تو یہ فرقہ وارانہ تقریر ہوگی' لیکن اگر کسی ایسے گروہ کے متعلق کچھ کہا جائے گا' جن کا نبی جدا اور مذہب جدا ہوگا تو یہ تقریر فرقہ وارانہ نہیں کہلائے گی' عیسائی مذہب' یہودی مذہب' سکھ مذہب یا ہندومت کے خلاف اگر میں کوئی تقریر کروں تو اسے فرقہ وارانہ تقریر نہیں کہا جائے گا اسی طرح اگر میں قادیانیوں' مرزائیوں کے متعلق اپنی تقریر میں کوئی مخالفانہ بات کہوں تو اسے فرقہ وارانہ بات کہنا غلط ہوگا۔

آج شاید قادیانیوں کے متعلق میں کچھ زیادہ نہ کہہ سکوں کیونکہ میں تھکا ہوا ہوں اور وقت بھی کم ہے' لمبی تقریر کرنے کا ارادہ نہیں ہے اور مجھے اور بہت سی اہم باتیں آپ کے گوش گزار کرنی ہیں۔ اب میں اپنے سابقہ مضمون کی طرف آتا ہوں کہ ہم خواہ دیوبندی ہوں یا بریلوی آپس میں لڑنا نہیں چاہئے اتفاق و اتحاد سے مل جل کر رہنا چاہئے اور جتنے بھی اسلامی فرقے ہیں ان کے لئے رواداری کے جذبات اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں۔ اب میں ایک مثال خود اپنے گھر کی دیتا ہوں تاکہ آپ لوگ اندازہ لگا سکیں کہ اتحاد و تعاون قائم رکھنے کے لئے کس قدر ایثار کرنا پڑتا ہے کتنی رواداری برتنی پڑتی ہے اور کس طرح ایک دوسرے کے جذبات کا پاس رکھنا پڑتا ہے' میرے والد صاحب مرحوم اور میرے تایا (ہماری جالندھری کی پنجابی زبان میں باپ کے بڑے بھائی کو تایا کہتے ہیں) آپ کی زبان میں باپ کے بڑے بھائی کو بھی چچا اور چھوٹے کو بھی چچا کہتے ہیں' خیر تو ہمارے والد زمیندار تھے کاشتکاری کا کام کرتے تھے وہ جب کھیت سے گنے توڑ کر لاتے تو اپنے بڑے بھائی کے بچوں کو گنے کا نچلا حصہ دیتے جو نسبتاً میٹھا ہوتا ہے اور اپنی اولاد کو گنے کا اوپر والا حصہ دیتے تھے جو اس کے مقابلہ میں پھیکا ہوتا ہے' یہی معاملہ ہمارے ساتھ ہمارے تایا کا تھا وہ اپنی اولاد پر ہمیں ترجیح دیتے تھے' یہ وہ اس لئے اہتمام کرتے تھے کہ دونوں بھائیوں کو مل کر ایک ہی جگہ رہنا تھا اور اس کے لئے ضروری تھا کہ ایک دوسرے کے جذبات کی پاسداری ہو دوسروں کا

باقی صفحہ ۲۶ پر

تحریر: مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

عالم اسلام میں تبلیغی جماعت کا کردار

تبلیغی جماعت

حضرت مولانا محمد الیاس رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۶۴ھ تا ۱۹۴۴ء) نے جب مسلمانوں میں دینی شعور کو کم' بے دینی کے رجحان کو عام اور مغربی تہذیب' عصری تعلیم اور انگریزی حکومت کے مہلک اثرات کو بڑھتے دیکھا اور بہت سے علماء کو مادیت کا شکار عیش تنعم کا دلدادہ' اور دعوت دین کے فریضہ سے غافل دیکھا' جب انہوں نے مدارس کو اس حال میں پایا کہ وہ سمندر میں ایک جزیرہ کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں' ان میں اثر انگیزی کی طاقت کم اور اثر پذیری کی صلاحیت زیادہ پیدا ہو گئی ہے' عوام سے ان کا ربط کمزور اور زندگی سے ان کا تعلق ٹوٹ چکا ہے تو انہوں نے یہ محسوس کیا کہ ان نازک حالات میں گوشہ نشینی اختیار کرنا' عافیت پسندی کو ترجیح دینا اور محدود مدرسی تعلیم و تدریس پر اکتفا کرنا' کسی طرح بھی کافی نہیں' بلکہ اس صورت حال کو بدلنے کے لئے عوام سے رابطہ ضروری ہے اور اس میں اب ذرا بھی تاخیر مہلک ثابت ہو سکتی ہے' کیونکہ بیماروں کو اپنی بیماری کی سنگینی اور اپنے مرض کی ہلاکت خیزی کا اندازہ نہیں ہے۔

چنانچہ مولانا محمد الیاس رحمتہ اللہ علیہ نے سب سے زیادہ اس بات پر زور دیا کہ عوام سے رابطہ قائم کر کے ان کے دلوں میں ایمان کی آبیاری کی جائے' اور عقیدہ' توحید اور دین کے بنیادی و ضروری مسائل کو ان کے دل و دماغ میں پیوست کیا جائے' پھر ارکان اسلام' علم دین اور اوراد اذکار کی طرف توجہ کی جائے اور اس کام میں ان آداب کو پوری طرح ملحوظ رکھا جائے جو اس دعوتی عمل کو موثر بنانے اور اس کو فتنوں اور آزمائشوں سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور جن میں اکرام مسلم' لایعنی باتوں سے پرہیز' اور غیر متعلق امور سے اجتناب بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

مولانا محمد الیاس رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی دعوت و تحریک کا آغاز ہندوستان کے اخلاقی لحاظ سے سب سے زیادہ پسماندہ علاقہ سے کیا جو جہالت و گمراہی اور دین سے ناواقفیت میں سب سے بڑھا ہوا تھا' یہ علاقہ میوات کے نام سے مشہور ہے اور دہلی کے جنوب میں واقع ہے۔

مولانا محمد الیاس رحمتہ اللہ علیہ نے وہاں کے لوگوں کو اپنا کاروبار اور علاقہ چھوڑنے اور کچھ مدت کے لئے دوسرے علاقوں میں جاکر دعوت و تبلیغ کا کام کرنے کی دعوت دی' کیونکہ مولانا کا یہ خیال تھا کہ جب تک یہ لوگ اس بگڑے ہوئے ماحول سے جس میں وہ زندگی گزار رہے ہیں' نکلیں گے نہیں اس وقت تک ان کے لئے دین کو سیکھنا اور سمجھنا' اخلاق کو بنانا اور سنوارنا' اور ایک پاکیزہ اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنا ممکن نہیں۔

اس علاقہ کے سینکڑوں نہیں ہزاروں باشندوں نے مولانا محمد الیاس رحمتہ اللہ علیہ کی دعوت پر لبیک کہا' اور دنوں اور ہفتوں کے نہیں' مہینوں اور سالوں کے لئے راہ خدا میں اپنا گھربار چھوڑ کر دور دراز علاقوں کا سواری پر اور پیادہ پا سفر کیا' دین سیکھا' اخلاق کی اصلاح کی اور دینی جذبہ اپنے اندر پیدا کیا۔

مولانا محمد الیاس رحمتہ اللہ علیہ کی یہ دعوت دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں پھیل گئی' اس کے اس تیزی کے ساتھ پھیلنے اور دلوں پر اثر انداز ہونے کے پیچھے نہ تو پروپیگنڈہ کی طاقت تھی نہ اخباری اشتہار کی' نہ سرکاری خزانہ کی کارفرمائی تھی' اور نہ عوامی چندہ کی' اس کے پس پشت اگر کوئی طاقت تھی تو وہ صرف یہ کہ اس کا طریق کار اسلام کے ابتدائی عہد کے دعوتی و اصلاحی طریقہ کار سے مشابہ اور قریب تر تھا اور اس جماعت سے منسلک لوگوں میں اخلاص اور رضائے الٰہی کا جذبہ موجزن تھا' جو ان مخلص بندوں کی یاد دلاتا تھا جنہوں نے دعوت و جہاد کی راہ میں پیش آنے والی ہر تکلیف ہنسی خوشی برداشت کی اور اس کام میں خوشنودی رب کے علاوہ کبھی کسی چیز کی خواہش نہ تھی۔

آہستہ آہستہ اس تحریک کے اثرات دوسرے براعظموں اور دوسرے ملکوں میں پھیلنے لگے' امریکہ' یورپ' افریقہ اور آسٹریلیا میں جماعتوں کی نقل و حرکت شروع ہو گئی جس سے کام کرنے والوں کی زندگی میں تبدیلی آئی' اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی فکر دامن گیر ہوئی اور اس کے لئے قربانی دینے کا جذبہ پیدا ہوا۔

بنگلہ دیش' پاکستان اور ہندوستان کے طول و عرض میں تبلیغی جماعت کی شہرت ایک "وہابی جماعت" کی حیثیت سے ہے' جو مشرکانہ رسم و رواج کے خلاف آواز اٹھاتی اور جاہلی عادات و اطوار کے خلاف برسرپیکار نظر آتی ہے' اس جماعت کی مخالفت میں بھی ایک حلقہ تھا جس نے تبلیغی جماعت کی مخالفت کو اپنا شعار بنایا' اور اس کو وہابی تحریک کا ایجنٹ قرار دیا' مولانا اسماعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ کی معرکتہ الاراء تصنیف "تقویتہ الایمان" کی کھل کر مخالفت کی اور تبلیغی جماعت کے اثرات محدود کرنے کے

لئے وہی حربے استعمال کئے جو جاہلی عہد کے کفار و مشرکین استعمال کیا کرتے تھے‘ جو کہتے تھے:

لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون○

(حم سجدہ آیت ۲۶)

ترجمہ: "اس قرآن کو نہ سنو (اور اس کی تلاوت کے وقت) اتنا شور مچاؤ کہ تمہارے اس شور و ہنگامہ سے وہ دب جائے"

لیکن خدا گواہ ہے کہ ان غلط اتہامات‘ بے بنیاد الزامات اور ایذا رسانی کے ان واقعات سے ان حضرات کے پائے استقامت میں لغزش تو درکنار ان کے صبر و ضبط اور عزم و ثبات میں اور اضافہ ہوگیا‘ اور ان کی بردباری‘ نرم گفتاری اور سخت سے سخت بات پر خاموشی کا یہ اثر پڑا کہ ان کے بہت سے مخالفین ان کے ہم نوا بن گئے‘ اور ایک بڑی تعداد جو شرک و بدعت میں مبتلا تھی اس نے شرک و بدعت سے توبہ کی اور توحید خالص کی دعوت قبول کی اور گمراہی سے نکل کر ہدایت کی راہ پائی اور اس کی گواہی ہر وہ شخص دے سکتا ہے جس نے ان علاقوں کو دیکھا ہو جہاں تبلیغی جماعتوں کی آمد و رفت ہوئی ہو۔

اب اگر ان دعوتی و اصلاحی کوششوں‘ اس راہ میں دی جانے والی عظیم قربانیوں اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی اہم اور نمایاں کامیابیوں کے ساتھ اس جماعت سے وابستہ بعض افراد سے اعتقادی نہیں عملی‘ دانستہ نہیں نادانستہ کوئی قابل مواخذہ عمل سرزد ہوتا ہے تو یہ چند افراد کی اپنی کوتاہی‘ اور جماعت کے اصول و منہج کو سمجھنے میں ان کی اپنی تقصیر ہے اور اس کا الزام جماعت پر عائد کیا جانا کسی بھی صورت میں درست نہیں ہوسکتا۔

آخر میں اس تعارف و تبصرہ کو علامہ سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس مقدمہ کی آخری سطروں پر ختم کیا جاتا ہے جو انہوں نے راقم کی کتاب "حضرت مولانا محمد الیاس" اور ان کی دینی دعوت" پر تحریر فرمایا تھا:

"اوپر کی سطروں میں تبلیغ و دعوت کے اصول پر جو کچھ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے‘ اس سے معلوم ہوگا کہ اسلام کے تبلیغی اصول اور دعوت کے طریق کیا ہیں‘ اور جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں آئندہ اوراق میں جو کچھ کہا گیا ہے اور جس دعوت و تبلیغ کے علمی و عملی اصول و آئین کا تذکرہ ہے وہ موجودہ ہندوستان کی تمام دینی تحریکوں میں اصل اول سے زیادہ قریب ہے۔

حکیمانہ تبلیغ و دعوت‘ امر بالمعروف‘ نہی عن المنکر اسلام کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی ہے‘ اس پر اسلام کی بنیاد‘ اسلام کی قوت‘ اسلام کی وسعت اور اسلام کی کامیابی منحصر ہے‘ اور آج سب زمانوں سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہے اور غیر مسلمانوں کو مسلمان بنانے سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کو مسلمان‘ نام کے مسلمانوں کو کام کا مسلمان اور قومی مسلمانوں کو دینی مسلمان بنانا ہے‘ حق ہے کہ آج مسلمانوں کی حالت دیکھ کر قرآن پاک کی یہ ندا:

یا ایها الذین امنوا امنوا

(اے مسلمانو! مسلمان بنو۔)

کو پورے زور و شور سے بلند کیا جائے‘ شہر شہر‘ گاؤں گاؤں‘ اور در در پھر کر مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا کام کیا جائے اور اس راہ میں وہ جفا کشی‘ وہ محنت کوشی‘ اور وہ ہمت اور وہ قوت مجاہدہ صرف کی جائے جو دنیا دار لوگ دنیا کے عزوجاہ اور حصول طاقت میں صرف کر رہے ہیں‘ جس میں حصول مقصد کی خاطر ہر متاع عزیز کو قربان کرنے اور ہر مانع کو بیچ سے ہٹانے کے لئے ناقابل تسخیر طاقت پیدا ہوتی ہے‘ کشش سے‘ کوشش سے‘ جان و مال سے‘ ہر راہ سے اس میں قدم آگے بڑھایا جائے اور حصول مقصد کی خاطر وہ جنون کی کیفیت اپنے اندر پیدا کی جائے جس کے بغیر دین و دنیا کا کوئی‘ کام ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ اس جنون کی اس عہد میں مثالیں آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو اصل کتاب کو شروع کریں۔"

والسلام ہیچمداں سید سلیمان ندوی

مئی ۷ ۱۹۴۸ء بھوپال

اصل خطرہ جو توجہ کا طالب ہے:

اس وقت مسلمان جن خطرات میں گھرے‘ جن مسائل میں الجھے‘ جن چیلنجوں سے نبرد آزما اور تاریخ کے جس نازک ترین موڑ سے گزر رہے ہیں وہ ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ اپنی طاقت و توانائی ان فروعی مسائل میں صرف کریں جو بحث و تحقیق کے مراحل سے گزر چکے ہیں‘ اور صدیوں سے ان پر عمل ہوتا چلا آرہا ہے کہ کسی فقہی مسلک کی کسی ایسے مسئلہ کی وجہ سے مخالفت کریں جو کوئی بنیادی اہمیت نہیں رکھتا‘ اس سے امت کی کوئی خدمت نہیں ہوتی‘ کوئی بنیادی اہمیت نہیں رکھتا‘ اس سے امت کی کوئی خدمت نہیں ہوتی‘ اس لئے ضرورت ہے کہ اپنی توانائی صرف تعمیری کاموں میں صرف کی جائے اور اپنی کوششوں کا محور اخلاقی بگاڑ‘ مشرکانہ عقائد‘ جاہلی رسم و رواج اور غیر اسلامی بود و باش کی اصلاح کو بنایا جائے۔

توحید اور شریعت اسلامی پر عمل کرنے والوں اور محرمات سے بچنے والوں کی صرف فقہی اختلاف کی بنیاد پر جو ہمیشہ قائم رہا ہے‘ ہدف تنقید بنانا ایسا ہی ہے جیسا راقم نے اپنے ایک عربی رسالہ میں لکھا ہے "بے مقصد جہاد اور بغیر دشمن کے جنگ کے مترادف ہے۔"

اکثریتی فرقہ کے ارادوں اور عزائم سے جو شخص بھی واقف ہے وہ بخوبی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اس ہندوستان کو جس پر مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکمرانی کی اور تہذیبی ثقافتی انتظامی اور اقتصادی حیثیت سے اس کو بام عروج پر پہنچایا۔ ایک دوسرا اندلس (اسپین) بنانے کی پوری تیاری کی جاچکی ہے اور ہندوستان کے

باقی صفحہ ۸ پر

ہماری قبریں ہمارا انتظار کرتی ہیں

مسلمانو! ذرا اپنے جسم پر اللہ کی نعمتوں پر نظر ڈالو...... تو!

☆ دیکھنے کے لئے دو آنکھیں ہیں......

☆ سننے کے لئے دو کان ہیں......

☆ بولنے کے لئے ایک زبان ہے......

☆ دھڑکنے کے لئے ایک دل ہے......

☆ سوچنے کے لئے ایک دماغ ہے......

☆ کام کاج کرنے کے لئے دو ہاتھ ہیں......

☆ چلنے کے لئے دو پاؤں ہیں......

یہ اللہ کی ایسی نعمتیں ہیں...... جن کی صحیح قدر و قیمت وہی جان سکتا ہے...... جو ان میں سے کسی بھی نعمت سے محروم ہے...... آخرت میں ان نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا......!!

آیئے دیکھتے ہیں کہ منعم حقیقی کی طرف سے ہمیں یہ ملی ہوئی نعمتیں...... اللہ کے پیارے نبی جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت...... اور...... عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے بھی کبھی کام آئیں۔

کیا کبھی غم رسول ﷺ میں ہماری آنکھوں سے آنسو ٹپکے؟

کیا کبھی ہمارے کان تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کی باتیں سننے کے لئے استعمال ہوئے؟

کیا کبھی ہماری زبان ختم نبوت کے ڈاکوؤں کے خلاف حرکت میں آئی؟

کیا کبھی ہمارا دل تخت ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے دیکھ کر تڑپا اور پھڑکا؟

کیا کبھی ہمارے دماغ نے تحفظ ختم نبوت اور قادیانیوں کی گوشمالی کے بارے میں سوچا؟

کیا کبھی ہمارے ہاتھ جہاد ختم نبوت میں مستعمل ہوئے؟

جناب محمد طاہر رزاق

کیا کبھی ہمارے پاؤں تحفظ ختم نبوت کے لئے بھاگ دوڑ کرتے رہے؟

بولو...... ورنہ کل ہر عضو بولے گا......

مسلمانو! ایک وقت وہ تھا کہ ہم اس دنیا میں نہیں تھے...... اور...... پھر ایک وقت آئے گا...... ہم اس دنیا میں نہیں ہوں گے...... ہم سے پہلے آنے والے اپنی معینہ زندگیاں بسر کرکے عدم آباد کے مسافر ہوئے...... اور ہمارے لئے یہ دنیا خالی کر گئے...... اب ہمیں بھی اپنی مقررہ عمریں پوری کرکے یہ نشستیں خالی کرکے آخرت کے سفر پر روانہ ہونا ہے......

ہماری قبریں ہمارا انتظار کر رہی ہیں...... عمیق و گہری قبریں...... تاریک اور اندھیری قبریں...... ہولناک اور المناک قبریں......

آؤ! ان اندھیری قبروں میں عشق رسول ﷺ کے چراغ جلائیں...... یہ چراغ کیسے روشن ہوں گے؟ جب رسول اللہ ﷺ سے ہمارا عشق و وفا کا رشتہ ہوگا...... یہ رشتہ کیسے قائم ہوگا؟

رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ کرنے سے......

رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے سے......

سارقان ختم نبوت قادیانیوں سے برسرپیکار ہونے سے......

شاتمان رسول' قادیانیوں کی سرکوبی کرنے سے......

آیئے! ہم آج ہی اس عظیم مشن کا آغاز کرتے ہیں...... کیونکہ یہی عشق رسول ﷺ کی پکار ہے...... یہی محبت رسول اللہ ﷺ کی صدا ہے...... اور یہی ایک مؤمن کی پہچان ہے۔

شہید عشق نبی ہوں میری لحد پہ شمع قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید کے جلا کر

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کر چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کر چلے

☆☆......☆☆

پاکستان اور پاکستانی ثقافت

دین اسلام دین فطرت ہے جس میں تمام مسائل کا حل موجود ہے پاکستان نفاذ اسلام کے نظریئے کے تحت ہزاروں نہیں لاکھوں قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا لیکن انتہائی افسوس اور شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ نصف صدی گزرنے کے بعد ہم آج تک اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے جو پوری قوم کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے! ثقافت کے نام پر ملک عزیز میں بے حیائی اور عریانی کو فروغ دیا جا رہا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ ہم دوسری اقوام کی اصلاح کرتے لیکن ہم خود دوسروں کی نقالی کر کے غضب خداوندی کو دعوت دے رہے ہیں۔ (مدیر)

محمد ذوالفقار (لاہور)

کچھ عرصہ پیشتر اور آج کل بھی کبھی کبھار پاکستانی ثقافت پر ٹی وی اور تمام ذرائع ابلاغ میں بڑے مباحثے ہوتے رہتے ہیں اور بڑے بڑے دانا اس میں اپنی اپنی سوچ کے مطابق حصہ لیتے رہتے ہیں' مگر پھر بھی ہوتا وہی ہوتا ہے جو حکومت وقت کو مناسب لگے۔ ٹی وی اور پاکستان کے تمام ذرائع ابلاغ پر وہ کچھ پیش کیا جا رہا ہے کہ جس کا کسی طور بھی پاکستانی ثقافت سے کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر اس بے ہودہ اعمال کو اور اس نامعقول امپورٹڈ ثقافت کو جائز قرار دینے کے لئے کچھ نام نہاد دانشور حکومت وقت کے اشاروں پر اپنی عقل و شعور کو گھول رہے ہیں اور کسی نہ کسی طور اس پاکستان میں جو کہ نظریاتی اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔

آخر یہ ثقافت ہے کیا؟ میرے نزدیک ثقافت ایک معاشرے کے طرز حیات کو کہتے ہیں' کسی بھی معاشرے کے افراد اپنی خوشیوں کو غموں کو اور اپنے علاقائی تہواروں کو کس طرح مناتے اور ایک دوسرے سے کس طرح شیئر کرتے ہیں۔ ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں بھی پاکستانی اصل ثقافت کا تعین کرنا پڑے گا۔ اس کے لئے ہمیں اس پاکستانی معاشرے کی تاریخ مقاصد پاکستان اور نظریہ پاکستان سے مدد لینا ہوگی' اب اگر ہم دیکھیں کہ جب تک مسلمان ہندوستان میں نہیں آئے تھے۔ تو یہاں پر انتہائی بیہمانہ اور ظالمانہ رسم و رواج اپنے عروج پر تھے اور پھر جب مسلمان یہاں آئے اور انہوں نے اپنا ضابطہ حیات دین اسلام ان پر واضح کیا تو یہاں کے رہنے والوں میں سے بہت سے لوگوں نے حق کو حق سمجھتے ہوئے اسلام قبول کر لیا' یہاں کے نومسلموں نے اپنا ہندو دھرم چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا مگر اپنی عادات و اطوار اور رسوم کو نہ چھوڑ سکے۔ اس طرح ہم صدیوں ہندو اور مسلمان ایک ساتھ رہتے رہے۔ جس کی وجہ سے ہم مسلمانوں میں بہت سے ہندوانہ رسوم نے جڑ پکڑ لی اور وہ بھی ہماری علاقائی ثقافت کا حصہ بن گئی۔

اس لئے پاکستان کی اساس اور بنیاد دو قومی نظریہ پر رکھی گئی اور ہم مسلمانوں نے پاکستان بناتے وقت یہ عہد کیا تھا کہ ہم پاکستان میں دو قومی نظریہ کے مطابق اپنا اسلامی تشخص اجاگر کریں گے اور ہم آزادانہ طور پر ہندووانہ رسم و رواج کو چھوڑ کر اپنی اصل اسلامی ثقافت جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں باقاعدہ عطا کی ہے کو اپنائیں گے۔ مگر افسوس کہ ہم نظریہ پاکستان اور اپنے عہد کو بھول گئے اور ہم پھر سے اسی رسم و رواج کو اپنانے اور رائج کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اسی قسم کی ثقافت کو رائج کرنا چاہ رہے ہیں جو کہ پاکستان بننے سے پہلے ہم لوگ ہندوؤں کے ساتھ رہ کر انہیں کی رسم و رواج اور ثقافت کو استعمال کرتے رہے ہیں اور ہمارے کچھ نام نہاد دانشور تو یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ یہ ثقافت ہماری ماں کا درجہ رکھتی ہے اور جو اس کے خلاف ہے' اسے پسند نہیں کرتا اور اسے اپنانا نہیں چاہتا وہ اپنی اس ماں کا قاتل ہے۔ ہم نے جو عہد نظریہ پاکستان کے متعلق کیا تھا اسے بھول گئے ہیں اور یہ سب بنی اسرائیل کی پیروی کرنے والی باتیں ہیں کہ ہم پاکستانی کسی طرح سے بھی کسی حیلے بہانے سے اس عہد کو جھٹلائیں اور اس سے منحرف ہو جائیں اور یہ سب کچھ عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے' خدائے بزرگ و برتر ہم پر رحم کرے اور ہمیں اپنا قبلہ درست کرنے کی توفیق دے اور اپنا عہد پورا کرنے کی ہمت سوجھ بوجھ دے۔ (آمین)

مزید بے حسی یہ ہے کہ ہم پرانی ہندووانہ رسوم کو چھوڑنے کی بجائے مزید دوسری اقوام کی ثقافت کو بھی امپورٹ کر رہے ہیں اور اس واہیات امپورٹڈ اور غیر مہذب اطوار کو جائز قرار دینے کے لئے یہ حیلے بہانے تراشے جاتے ہیں کہ دنیا سکڑ کر ایک کالونی کی مانند ہو گئی ہے اور تمام اقوام اس کالونی میں بسنے والے افراد کی طرح ہیں ہم ان سے دور نہیں رہ سکتے اور یہ کہ یہ دور الیکٹرانک میڈیا کا دور ہے ٹی وی' وی سی آر اور ڈش کا دور ہے

ہم ان سے بچ نہیں سکتے۔ اس لئے اسے اپنانا اور دنیا کی خبرگیری کے لئے بہت ضروری ہے چاہے اس میں اچھائی کم اور برائی زیادہ ہی کیوں نہ ہو؟ اور اب اس واہیات امپورٹڈ غلاظت کو بھی ہم پاکستانی مسلمان بڑے فخر سے اپنی ثقافت کا حصہ بنا رہے ہیں اور اسے اپنی نئی نسل میں منتقل کر رہے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اس طرح کی غلیظ ثقافت اور رسوم سے چھٹکارا پانے اور حقیقی اسلامی پاکستانی ثقافت اپنانے کی ہمت اور جرأت عطا فرمائے۔ (آمین) اور ہم صحیح پاکستانی اور اسلامی ثقافت کو اپناتے ہوئے دوسری اقوام کی اصلاح کریں خود بھی حق کی طرف راغب ہوں اور دوسری اقوام کو بھی حق کی طرف رغبت دلائیں۔

مگر افسوس کہ اس وقت ہمارا یہ حال ہے کہ دوسروں کی اصلاح تو ایک طرف ہم خود دنیا جہاں کی تمام برائیوں کا شکار ہیں' ہم اللہ تعالیٰ کے احکام سے انحراف بھی کرتے ہیں اور شرمندہ تک بھی نہیں ہوتے' کیا ہم یہ یقین کئے بیٹھے ہیں کہ ہم لوگ پاکستانی دوسری اقوام کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اور وی سی آر فلمیں' ڈرامے' ناچ' گانے' ڈش انٹینا دیکھتے رہیں اور تمام غیر شرعی تفریحات میں حصہ لیتے رہیں اور پاکستان بناتے وقت کے تمام وعدے بھول کر اس دنیا میں بھی اپنا مقام پالیں گے اور یہاں بھی پاکستانی قوم کی عزت ہوگی اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے۔ جی نہیں! ہرگز نہیں! یہاں بھی ذلت ورسوائی ہم لوگوں کا مقدر بنا ہوا ہے اور آخرت میں بھی اس سے کہیں بڑھ کر' اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ پاکستانی ثقافت کیا ہے اور اس کا تعین کس طرح سے کیا جاسکتا ہے؟ تو ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ پاکستانی قوم کا مذہب اسلام ہے اور اسلام دین فطرت ہے اور یہ ہمارے تمام تر مسائل حل کرتا ہے اور زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھاتا ہے' اسی لئے ہم نے اس پاکستان میں اسلام کے نفاذ کا عہد بھی کیا تھا۔ (اس لئے ہمیں کسی بھی حال میں اس کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے) یہی ہمیں اصل پاکستانی اور اسلامی ثقافت کا راستہ بتائے گا' ہمیں صرف یہ دیکھنا ہوگا کہ کونسی رسوم اور ثقافتی سرگرمیاں ہمارے دین میں خلا پیدا کرتی ہیں اور کونسی اپنا لینے سے خلل پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح علاقائی بھی اور اسلامی ثقافت کا رنگ ڈھنگ سامنے آئے گا جو کہ حقیقتاً ہم مسلمانوں اور پاکستانیوں کی پہچان ہوگی اور اسی سے ہماری یہاں بھی عزت ہوگی اور آخرت میں بھی عزت و سرفرازی نصیب ہوگی۔ یہ وہ ثقافت ہوگی جو کہ ایک نئی اسلامی جمہوری ریاست کی نئی ثقافت ہوگی نہ کہ وہی پرانی متحدہ ہندوستان کی ہندوؤں اور سکھوں کی ملی جلی ثقافت۔

آخر میں اربابِ اختیار کو ان کے اصل فرض سے آگاہ کرنا چاہوں گا کہ وہ بھی اپنے اختیارات اور تمام تر صلاحیتوں سے معاشرے کی بے راہ روی کی اصلاح ان خطوط پر کریں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔ مصلحتی نظام اسلام کی جائے حقیقی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملک میں نافذ کریں تاکہ بھٹکی ہوئی قوم گمراہی کے اندھیروں سے نکل کر اسلامی اقدار کی روشنی میں اپنی منزل تلاش کریں۔ کہا جاتا ہے کہ ابھی فوری طور پر اسلامی نظام کے لئے حالات سازگار نہیں۔ ہمیں آزاد ہوئے نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور ہم نے اپنے عہد کی تکمیل کے لئے ایک قدم تک بھی نہیں اٹھایا بلکہ اس کے برعکس ہم عہد شکنی میں بہت آگے جاچکے ہیں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کا کام اللہ تعالیٰ کے کلام اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلے کرنا اور اس کے مطابق قوانین بنانا ہے ملکی حالات کو ٹھیک کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے' اس بات سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے مشکل ترین حالات میں پاکستان اور اسلام کی حفاظت کی ہے' لیت و لعل اور بے معنی جواز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں وہ صرف اپنے احکامات کی تعمیل چاہتا ہے ہمارے مشوروں کا محتاج نہیں اور نہ ہی شریعت کو لوگوں کے مشوروں کے مطابق بنایا ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"اگر ان کی خواہشات پر چلے تو آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب درہم برہم ہو جائے۔"

اب میں آخر میں قرآن مجید کی دو آیات کا ترجمہ آپ کے لئے تحریر کرتا ہوں اللہ پاک سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

"اگر تم روگردانی کروگے تو خدا تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔"۔(سورۃ محمد)

"اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ منہ پھیرے' ہم گناہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں۔"(السجدہ:۲۲)

آخری بات۔

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے' دل مصطفیٰ' سوز صدیق دے
جگر سے وہی تیر پھر پار کر' تمنا کو سینوں میں بیدار کر

اخبارِ ختمِ نبوت

مسلح افواج نے فوجی اقدام کے ذریعے پاکستانی قوم کو مصائب سے بچالیا

قادیانیت سے متعلق آئینی ترامیم اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا تحفظ کیا جائے

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب سے جمعیت علمأ اسلام کے سیکریٹری جنرل و سابق رکن قومی اسمبلی مولانا عبدالغفور حیدری' مولانا سید عبدالمجید ندیم' سابق سینیٹر حافظ حسین احمد پر مشتمل اعلیٰ سطحی وفد نے تفصیلی ملاقات کی اور موجودہ صورت حال پر غور کیا بعد ازاں ایک مشترکہ بیان جاری کیا گیا جس میں کہا گیا کہ نواز شریف نے جس طرح آخری وقت میں فرعونیت کا مظاہرہ شروع کر دیا تھا' دینی مدارس' طالبان اور جہادی قوتوں کے خلاف اقدامات شروع کر دیے تھے' اس کی وجہ سے ملک کی سلامتی کو سخت خطرات لاحق ہو گئے تھے۔ ایسی صورت حال میں جلد ہی محب وطن قوتوں کی طرف سے رد عمل کی توقع کی جارہی تھی۔ جنرل مشرف اور افواج پاکستان خراج تحسین کی مستحق ہیں۔ انہوں نے ملک و ملت کو تباہی سے بچالیا ان علمأ کرام نے عارضی طور پر آئین کی معطلی کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے توقع ظاہر کی کہ جنرل مشرف اور افواج پاکستان قادیانیوں کی سرگرمیوں پر گہری نگاہ رکھیں گے اور ان کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ جس میں آئین میں کی گئی اسلامی ترامیم اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو معطل کرنے کی سازش بھی شامل ہے۔ ان علمأ کرام نے افواج پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ ان ترامیم کے تحفظ کا اعلان کرے تاکہ مسلمانان پاکستان اطمینان کا سانس لیں اور افواج پاکستان کے خلاف کیا جانے والا پروپیگنڈا ختم ہو سکے۔

توہین قرآن کے مجرم کو سزا عمر قید ہونے پر اظہار مسرت

کوئٹہ (حافظ خادم حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس زیر صدارت صوبائی امیر حضرت مولانا محمد منیر الدین صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بی جناب نذیر احمد لانگو کی عدالت سے توہین قرآن کے مجرم کو عمر قید کی سزا سنانے پر مسرت کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ عدلیہ ایسے ہی مجرموں کو قانون کے مطابق سزائیں دیتی رہے تو انشاءاللہ جلد ہی ملک جرائم سے پاک ہو جائے گا۔ اجلاس میں ڈسٹرکٹ اٹارنی جناب مسٹر عبدالخالق اور مدعی مقدمہ صوفی احمد یار صاحب کی خدمات کو سراہا گیا اور علمأ کرام حضرت مولانا عبدالحق' مولانا تاج محمد صاحب اور حضرت مولانا عطأ اللہ صاحب کے مقدمہ پر نظر رکھنے اور توجہ دینے پر خوشی کا اظہار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دین و دنیا کی سرخروئی سے نوازے اجلاس میں نائب امیر اول

سینٹرل ماڈل اسکول لوئر مال لاہور

کے قادیانی سینئر ہیڈ ماسٹر کو تبدیل کیا جائے

مسٹر اکرم علی متشدد مرزائی ہے جو کہ معصوم طلبأ کے ذہنوں کو خراب کر رہا ہے

لاہور (نمائندہ خصوصی) سینٹرل ماڈل اسکول لوئر مال لاہور جو تشکیل پاکستان و مابعد پنجاب بھر میں اپنی منفرد تعلیمی روایات کی حامل درسگاہ ہے۔ مسٹر اکرم علی جو کہ متشدد مرزائی ہے کو مذکورہ درسگاہ میں بطور ہیڈ ماسٹر تعینات کیا گیا ہے جو معصوم طلبأ میں قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے "معصوم اور ذہین طلبأ کے ذہنوں کو خراب کر رہا ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومت پاکستان فوری طور پر قادیانی ہیڈ ماسٹر کو تبدیل کر کے آئین و قانون کے تقاضے پورے کرے۔

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب نائب امیر دوم حاجی سید شاہ محمد آغا حضرت مولانا قاری انوارالحق نائب امیر اول حضرت مولانا عبدالواحد صاحب نائب امیر دوم حاجی سید شاہ محمد آغا حضرت مولانا قاری انوارالحق حقانی ناظم نشرواشاعت قاری عبدالرحیم رحیمی مرکزی مبلغ حضرت مولانا عبدالعزیز جتوئی جنرل سیکریٹری حاجی تاج محمد فیروز جوائنٹ سیکریٹری حاجی خلیل الرحمن صاحب نگران دفتر حاجی نعمت اللہ صاحب چوہدری محمد طفیل احرار ڈاکٹر محمد ابراہیم کاکڑ حافظ غلام حسین گجر حاجی طارق محمود جناب محمد حنیف غلام لیٰسین آصف حافظ محمد سید ریحان زیب نے شرکت کی۔

قادیانی نوجوان کی قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام

لاہور (حافظ محمد رمضان) صہیب احمد عطاء اللہ G-18 گلبرگ III لاہور کا رہائشی ہے جو پہلے قادیانی تھا۔ اب حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی (جامعہ اشرفیہ لاہور) کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر لیا ہے۔ موصوف نو مسلم نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ آج کے بعد میرا مرزائیوں کی کسی جماعت (لاہوری، قادیانی) سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان لاتا ہوں۔ وہاں پر موجود مسلمانوں نے جناب صہیب احمد صاحب کو قبول اسلام پر مبارکباد اور اسلام پر استقامت کی دعا کی۔

شیرے کا ٹھٹھہ چنڈ بھروانہ ضلع جھنگ میں قادیانیوں کی اشتعال انگیزی اور اس کا سدباب

جھنگ (نمائندہ خصوصی) شیرے کا ٹھٹھہ چنڈ بھروانہ ضلع جھنگ میں قادیانی کافی تعداد میں موجود ہیں اور وہ اکثر اوقات اشتعال پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گزشتہ دنوں حق نواز ولد محمد بخش نامی لڑکا فوت ہوا تو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر کے اشتعال پھیلا کر پرامن حالات کو مسموم کرنے کی کوشش کی گئی جسے مہر وقار صاحب جو کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی سرپرست بھی ہیں نے مولانا غلام حسین مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ اور مولانا اللہ یار صاحب کو مطلع کر کے قادیانیوں کی اس شرانگیزی کا سدباب کیا۔

○ ہر شخص سچا دوست تلاش کرتا ہے، لیکن خود سچا دوست بننے کی زحمت نہیں گوارہ کرتا۔

○ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطرے بہت پسندیدہ ہیں ایک خون کا وہ قطرہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گرے دوسرا آنسو کا وہ قطرہ جو خوف اللہ سے

○ زندگی سے پیار کرنا سیکھو، کیونکہ زندگی بار بار نہیں ملتی۔

○ نہ کرو ایسی بات جس سے کسی کا دل دکھے۔

○ نہ جاؤ ایسی جگہ جہاں برائی جنم لیتی ہو۔

○ نہ کھیلو ایسا کھیل جس میں تمہیں نقصان ہو۔

○ نہ پیو ایسی شے جس سے صحت کو نقصان ہو۔

○ نہ بیٹھو ایسی جگہ جہاں غلاظت کے انبار ہوں۔

○ کبھی لاجواب نہیں ہوا، مگر اس شخص کے سامنے جس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ (خلیل جبران)

جماعت احمدیہ کے ارکان پر جرمنی میں سیاسی پناہ کے دروازے بند

پاکستان میں انہیں کوئی خطرہ نہیں عدالت کا ایک عورت کے کیس میں فیصلہ

کاسل صوبہ ہیسن کی ایک عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ پاکستان سے جرمنی آنے والے جماعت احمدیہ کے افراد کو سیاسی پناہ نہ دی جائے کیونکہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے ماننے والوں کو کوئی خطرہ نہیں۔ ۱۹۹۲ء سے برطانیہ میں مقیم ۲۹ سالہ پاکستانی عورت کے کیس کا فیصلہ سناتے ہوئے جج نے کہا کہ: "ایسے افراد کو پاکستان واپس بھیجنے کی صورت میں ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں، قدامت پرست مسلمانوں کی طرف سے ان پر حملے یا دوسرے حملے بنیادی طور پر انفرادی وارداتوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔"

جرمنی کے قومی اخبار فرینکفرٹ غنڈشاؤ نے اس خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا ہے۔ (ڈیلی "جنگ لندن" ۲/ ستمبر ۱۹۹۹ء)

☆☆.........☆.........☆☆

تبصرۂ کتب

نام کتاب: سیاہ خضاب
کی شرعی حیثیت
نام مرتب: محمد رفیق اعتصامی
ضخامت: 31......صفحات
قیمت: 10......روپے
ناشر: احیائے دین لائبریری محلہ عباسیہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

زیر تبصرہ رسالہ میں مستند شرعی دلائل اور پاکستان کے معروف دینی مدارس سے آمدہ فتاویٰ کی روشنی میں سیاہ خضاب کی شرعی حیثیت کو سترہ عنوانات کے تحت واضح کیا گیا ہے کہ شریعت میں کس رنگ کے خضاب کی اجازت ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ کے خضاب کی کیا کیفیت تھی' نیز ناخن پالش کی شرعی حیثیت پر بھی بحث کی گئی ہے۔ شرعی حیثیت پر بھی بحث کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کی کوشش کو قبول فرمائے اور قارئین کے لئے مفید بنائے۔ (آمین)

شجرہ علمأ حق (کیلنڈر)

قیمت: 15 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)
مرتب: ناظم مکتبہ الانوار مدینہ جامع مسجد صدیق اکبر محلہ صدیق اکبر اپر چھنی مانسہرہ۔

زیر نظر کیلنڈر میں علمأ حق کے اسمأ گرامی کو ایک شجرہ کی شکل میں خوبصورت آرٹ پیپر کا کیلنڈر شائع کیا ہے جس میں حضرت مجدد الف ثانی' حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی' حضرت مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی سے لے کر امیر شریعت سید عطأ اللہ شاہ بخاری' مولانا اشرف علی تھانوی' مولانا شاہ اسمٰعیل شہید' سید احمد شہید' حضرت مولانا سید احمد شہید سے لے کر مفتی کفایت اللہ' رشید احمد گنگوہی' مولانا قاری محمد طیب' ضیأ الرحمٰن فاروقی' حضرت احمد علی لاہوری' مولانا عبدالشکور دینپوری اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم تک اکابرین علمأ حق کا ایک خوبصورت گلدستہ شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب کو علمأ حق سے عقیدت و محبت کے طفیل عافیت و سعادت اخروی سے بہرہ ور فرمائے۔ (آمین)۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے انتخابات

جھنگ (مولانا غلام حسین) شیرے کا ٹھٹھہ ضلع جھنگ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا انتخاب عمل میں لایا گیا جس میں:

سرپرست اعلیٰ: حاجی وقار احمد ولد امجد خان'
چیئرمین: فخر امام ولد فلک شیر'

صدر: ناصر عباس ولد باقر خان'
نائب صدر: سرفراز خان ولد صالح محمد'

خزانچی: غلام لیسین ولد فیض احمد'
نائب خزانچی: عبدالکریم ولد فیض احمد'

سیکریٹری: جاوید احمد ولد اللہ یار'
نائب سیکریٹری: ملک امان اللہ ولد محمد رمضان'

سیکریٹری نشر و اشاعت: اظہر اقبال ولد محمد بخش'
نائب سیکریٹری: امان اللہ نیازی ولد منظور حسین'

سیکریٹری انتظامی امور: جان محمد ولد ثمر خان'
نائب سیکریٹری امور: شبیر احمد ولد خان محمد'

کمیٹی رپورٹر: ثناء اللہ ولد شیر خان۔

بقیہ: عورت کا مقام

اپنوں سے بڑھ کر خیال رکھا جائے تو اتحاد کی صورت یہی ہے کہ بریلوی اور دیوبندی آپس میں بھائیوں کی طرح رہیں۔ اگر دیوبندی کوئی زیادتی کرے تو بریلوی صبر کریں اور برداشت کریں اور اگر کوئی بریلوی برا بھلا کہے تو دیوبندی درگزر سے کام لیں اور برداشت کریں۔ آخر ہمیں ایک ہی جگہ رہنا ہے اور بھائی بن کر رہنا ہے تو اگر کوئی فریق زیادتی بھی کرے تو اس کا ازالہ منائے بلکہ اس پر صبر کرے اور اللہ سے اس کا اجر پائے۔ صبر و تحمل کا بڑا ثواب ہے' ایک بات اور کہتا ہوں کہ برینائے طنز نہیں بلکہ اظہار واقعہ کے طور پر کہ جب عرب میں رسول اللہ ﷺ نے دین کی تبلیغ و دعوت کا آغاز فرمایا تو جو لوگ آپ ﷺ کو گالیاں دیتے تھے جو آپ ﷺ کی توہین کرتے تھے' جو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے تھے' وہ حق پر تھے یا باطل کے پرستار؟ اور ان کی اس ایذارسانی کے مقابلہ میں حضور اکرم ﷺ جب صبر و تحمل کا مظاہرہ فرماتے تو حضور اکرم ﷺ حق پر تھے یا حضور اکرم ﷺ کا طرز عمل العیاذ باللہ غلط تھا؟ یقیناً آپ ﷺ کو دکھ دینے والے باطل پر تھے اور حضور اکرم ﷺ حق پر تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ باطل کے پرستاروں کا شیوہ دکھ دینا ہے اور حق کے پرستاروں کا شیوہ صبر و تحمل ہے' اس لئے اگر اس معیار کو ملحوظ رکھا جائے تو زیادتی کرنے والوں سے ظلم کرنے والوں کا مقام زیادہ بلند ہو جاتا ہے کیونکہ ظلم کرنے والے غلط کار اور ظلم سہنے والے درست تھے' اتباع سنت کا تقاضا بھی یہی ہے اور عشق کا اقتضا بھی یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے طریقہ کی پیروی کی جائے' حضور اکرم ﷺ کی طرح صبر کیا جائے اور حضور اکرم ﷺ کی طرح ظلم سہا جائے۔

فہرست کتب مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بمعہ رعایتی قیمت

۱	احتساب قادیانیت جلد اول	مولانا لال حسین اخترؒ	۶۰
۲	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	۱۵۰
۳	تحفہ قادیانیت جلد اول	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۲۰
۴	تحفہ قادیانیت جلد دوئم	〃 〃 〃	۱۰۰
۵	تحفہ قادیانیت جلد سوئم	〃 〃 〃	۱۲۰
۶	تحفہ قادیانیت (انگلش)	〃 〃 〃	۱۲۵
۷	عقیدہ حیات و نزول اکابر امت کی نظر میں	〃 〃 〃	۴۰
۸	احتساب قادیانیت جلد دوئم	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	۱۲۰
۹	خطبات ختم نبوت جلد اول	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	۱۲۰
۱۰	〃 〃 جلد دوئم	〃 〃 〃	۱۲۰
۱۱	سوانح مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	〃 〃 〃	۱۲۰
۱۲	تحریف بائبل	مولانا عبداللطیف مسعود	۸۰
۱۳	مسئلہ رفع و نزول مسیحؑ	〃 〃 〃	۱۲۰
۱۴	عقیدہ ختم نبوت و قادیانیت سوالاً جواباً	جناب صادق علی زاہد	۴۵
۱۵	کلمہ فضل رحمانی	قاضی فضل احمد گرداسپوریؒ	۲۵
۱۶	ہائی کورٹ کے سات سوالوں کا جواب	مولانا محمد علی جالندھریؒ	۱۰
۱۷	مرگ مرزائیت	جناب محمد طاہر رزاق	۴۵
۱۸	تحفظ ختم نبوت	〃 〃 〃	۷۰
۱۹	نغمات ختم نبوت	〃 〃 〃	۷۰
۲۰	قادیانی افسانے	〃 〃 〃	۴۰
۲۱	رد قادیانیت پر قلمی جہاد کی سرگزشت	جناب مولانا اللہ وسایا	۶۰
۲۲	تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد سوئم	〃 〃 〃	۱۲۰
۲۳	قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی کارروائی	〃 〃 〃	۱۰۰
۲۴	رئیس قادیان	مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	۱۰۰
۲۵	قادیانیت سے اسلام تک	جناب محمد متین خالد	۱۲۰
۲۶	غدار پاکستان	〃 〃 〃	۱۲۰
۲۷	قادیانیت کا سیاسی تجزیہ	صاحبزادہ طارق محمود	۱۰۰
۲۸	تحفظ ناموس رسالت	جناب ایچ ساجد اعوان	۱۲۰
۲۹	ہرچہ گویم حق گویم	جناب امین گیلانی	۱۰
۳۰	لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ	چیف جسٹس خلیل الرحمٰن	۱۰
۳۱	اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے	جناب محمد فیاض اختر ملک	۱۶۰
۳۲	الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ	مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	۱۵
۳۳	بائیس جھوٹے نبی	جناب نثار احمد خاں	۵۰

نوٹ: کتب بذریعہ ڈاک منگوانے پر بائیس روپے فی کلو علاوہ قیمت کتاب ہے۔
وی پی کی سہولت ممکن نہیں۔ رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

REGD. NO. SS-160

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

مسلم کالونی چناب نگر میں

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

14 نومبر تا 7 دسمبر 1999ء مطابق 5 تا 28 شعبان 1420ھ

اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب، حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب، حضرت مولانا بشیر احمد الحسینی صاحب، صاحبزادہ طارق محمود صاحب، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب، حضرت مولانا عبداللطیف مسعود صاحب، حضرت مولانا خدا بخش صاحب، حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی صاحب، حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب، جناب الحاج اشتیاق احمد صاحب، جناب محمد متین خالد صاحب، جناب محمد طاہر رزاق صاحب

◄ کورس میں داخلہ درجہ رابعہ سے فارغ اور میٹرک پاس طلباء کو دیا جائے گا۔ ◄ ملازمین اور تجارت پیشہ حضرات بھی تشریف لا سکتے ہیں ◄ شرکاء موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ ناشتہ، کھانا، کاغذ، قلم ادارہ فراہم کرے گا۔ ◄ درخواست سادہ کاغذ پر آج ہی بھجوادیں۔ طلباء سالانہ امتحان سے فارغ ہوتے ہی مسلم کالونی تشریف لا سکتے ہیں۔

شعبہ دار المبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون : 514122